

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کاتھان

# ختم نبوت

INTERNATIONAL KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI  
URDU WEEKLY PAKISTAN

## طلبِ عافیت

ایکے جامع دعا

شماره: ۳۱۰

۲۵ ذوالحجہ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۱۴ اگست ۲۰۲۰ء

جلد: ۳۹

# قادیانویوں کے بارہ سوالات کے جوابات

سالانہ ختم نبوت  
کورس کراچی

مزائعوں کے  
شہادت و وسوس



# اس کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## انشورنس میں انویسٹمنٹ

عدت کیسے گزارے گی؟ موت کی عدت پوری کرے یعنی چار مہینے دس دن یا

وضع حمل والی عدت پوری کرے یا دونوں عدتیں پوری کرے؟

ج:..... حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، جیسے ہی بچہ کی ولادت

ہوگی اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔

س:..... جس طرح عدت وفات میں عورت خوشبو، میک اپ، نئے

کپڑوں کا استعمال اور زیب و زینت نہیں کر سکتی تو کیا طلاق کی عدت میں

بھی اسی طرح کرنا ہوگا؟

ج:..... طلاق رجعی میں جس میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہوتا

ہے، مطلقہ عورت کے لئے زینت اختیار کرنا مستحب ہے، تاکہ شوہر مائل

ہو جائے اور رجوع کر لے۔ طلاق رجعی کے علاوہ دیگر طلاقوں میں مطلقہ کو

بناؤ سنگھار کرنے کی اجازت نہیں اور عدت وفات میں بھی یہی حکم ہے۔

س:..... کیا زندگی میں اپنی نمازوں کا فدیہ دے سکتے ہیں، اس ڈر

سے کہ پتہ نہیں بعد میں وارث دیں یا نہ دیں؟

ج:..... نماز کا فدیہ زندگی میں ادا کرنا درست نہیں، بلکہ قضا

نمازوں کو ادا کرنا واجب ہے اور وصیت کر دینا بھی ضروری ہے کہ میرے

ذمہ اتنی نمازیں باقی ہیں، ان کا فدیہ ادا کر دیا جائے، تو وراثت کے ذمہ لازم

ہو جائے گا کہ وہ ایک تہائی مال میں سے آپ کا فدیہ ادا کر دیں، باقی دو

تہائی مال میں وراثت کا حق ہوگا اور اگر آپ نے مال نہیں چھوڑا یا وصیت نہیں

کی تو پھر وراثت کے ذمہ کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، چاہیں تو اپنی خوشی سے دے

دیں، چاہیں تو نہ دیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

س:..... ایک انشورنس کمپنی کی انویسٹمنٹ ہے جس میں ہر مہینے دس

سال تک ایک ہزار روپے جمع کرنا ہوتا ہے، جس کا ٹوٹل ایک لاکھ بیس ہزار بنتا

ہے اور دس سال بعد یہ ڈبل ہو کر واپس ملے گا، یعنی دو لاکھ چالیس ہزار۔ کیا یہ

انشورنس کروانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... انشورنس سود اور جوئے کا مجموعہ ہے۔ انشورنس کمپنیاں

لوگوں سے رقم وصول کرنے کی خاطر مختلف پالیسیاں بناتی ہیں اور طرح طرح

سے لالچ دیتی ہیں، لوگوں سے رقم لے کر یہ سودی کاروبار میں لگا دیتی ہیں اور

اس پر جو سود ملتا ہے، وہی سود رقم دینے والوں میں رقم کی مناسبت سے تقسیم

کر دیتی ہیں۔ اس لئے انشورنس کمپنی میں انویسٹمنٹ کرنا حرام ہے اور اس پر

ملنے والا منافع خالص سود ہے۔

س:..... ایک آدمی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو ایک

بکرا صدقہ کروں گا، اب اگر اس کا کام پورا ہو جاتا ہے تو بکرے لے کر صدقہ کرنا

ہی ضروری ہوگا یا بکرے کی قیمت بھی صدقہ کی جاسکتی ہے؟

ج:..... اگر اس کے پاس بکرہ موجود تھا اور متعین کر کے نیت کی تھی تو

اسے صدقہ کرنا ضروری ہوگا اور اگر متعین نہیں کیا تھا یا موجود ہی نہیں تھا تو پھر

بکرے کی قیمت مارکیٹ ریٹ کے مطابق معلوم کر کے صدقہ کر سکتے ہیں اور

منت کی رقم یا کوئی چیز صرف غریباً مستحق زکوٰۃ ہوں ان پر ہی خرچ کر سکتے

ہیں، خود یا غمی اور مال داروں کو اس میں سے کھانا جائز نہیں۔

س:..... ایک عورت حاملہ تھی جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اب وہ





## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری  
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی  
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری  
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر  
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری  
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد  
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات  
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر  
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود  
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھری  
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن  
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید  
حضرت مولانا سید انور حسین نقیس الحسینی  
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار لدھیانوی  
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان  
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوری

## اس شمارے میں!

فتنہ قادیانیت کی ابتدا اور اس کے ارتقائی مراحل	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۶	مولانا عبدالمنان معاویہ
طلب عافیت.... ایک جامع دعا	۱۰	مولانا غلام مصطفیٰ مدظلہ
مرزائیوں کے شبہات اور وساوس!	۱۴	مولانا مفتی احمد ممتاز مدظلہ
قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات	۱۷	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
سالانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی	۲۲	ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم
خبروں پر ایک نظر	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

## زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،  
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر  
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019  
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019  
AALMIMAJLISTAHAFUZZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018  
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018  
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

## سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ  
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

## مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

ترتیب و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

لندن آفس:

35, Stockwell Green  
London, SW9 9HZ U.K  
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan  
Ph: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۰-۳۲۷۸۰۳۳۰  
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)  
Old Numash M.A. Jinnah Road Karachi  
Ph: 32780337, Fax: 32780340

# فتنہ قادیانیت کی ابتدا

## اور اس کے ارتقائی مراحل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اِصْطَفٰی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر میں اسکول، کالج، یونیورسٹی اور مدارس دینیہ کے طلباء کے لئے پانچ روزہ ”تحفظ ختم نبوت کورس“ رکھا گیا، جس میں تین سو کے قریب افراد نے حصہ لیا، اس کی ایک نشست میں راقم الحروف نے بھی ”فتنہ قادیانیت کی ابتدا اور اس کے ارتقائی مراحل“ کے عنوان سے کچھ گزارشات پیش کیں، انہیں کواداریہ کے طور پر قارئین ہفت روزہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں نے برصغیر میں آٹھ سو سال حکومت کی، انگریزوں نے چال بازی سے ہندوستان پر قبضہ کیا اور اس نے ڈیڑھ سو سال حکومت کی۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے یہ حکومت چھینی تھی تو مسلمان جذبہ جہاد سے معمور تھے، انگریز اس سے پریشان تھا، تو اس نے ایک وفد برطانیہ سے برصغیر بھیجا کہ یہاں کے حالات کا جائزہ لیں، ہم مزید ان پر کس طرح قابو پاسکتے ہیں؟ یا مسلمانوں کی اس قوت کو کس طرح منتشر کر سکتے ہیں؟ وفد آیا، اس نے یہاں کے حالات کا جائزہ لیا، تو اس نے رپورٹ دی کہ یہاں روحانیت کا بڑا چرچا ہے، یہاں کے لوگ اہل اللہ کی بڑی قدر کرتے ہیں، کوئی روحانی شخصیت یہاں کھڑی کی جائے، اس طرح مسلمان منتشر ہو سکتے ہیں۔ اب انہوں نے کہا کہ اس ڈھب کا آدمی کہاں سے لایا جائے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ اور چچا انگریزوں کے وفادار تھے۔ مرزا نے خود لکھا ہے کہ اس کے باپ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف پچاس گھوڑے مع ساز و سامان انگریزوں کو پیش کئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے باپ کی پنشن لینے گیا، سات سو روپے (اس دور کے) تھے جو انگریزوں سے ملتے تھے، پنشن لی اور مرزا امام دین اور ییل کر عیاشی بد معاشی کرتے رہے، پیسے ختم ہو گئے، شرم ساری کی وجہ سے گھر نہیں جاسکا تو یہ سیالکوٹ آیا اور یہاں کچھری میں کلرک بنا، پندرہ روپے اسے تنخواہ ملتی تھی تو یہیں ایک پادری آیا اور اس نے اس سے ملاقات کی، ادھر حکیم نور الدین جو مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ بنا ہے، یہ بھی انگریزوں کا جاسوس تھا، جو طبیب کے بھیس میں کشمیر کے راجہ کی جاسوسی کیا کرتا تھا۔ انگریزوں کے ہاں اس کا بڑا رعب و دبدبہ تھا تو اس کو مرزا کے ساتھ ملا دیا گیا۔ اب اس نے عدالت سے نوکری چھوڑی اور گھر چلا گیا، اسے خفیہ منی آرڈر آتے تھے، باپ نے کہا کہ کوئی نوکری کر لو تو کہا کہ میں نوکر ہو گیا ہوں۔ اب جب اس کو یہ ڈوئل رہی تھی، نور الدین بھی اس کی تربیت کر رہا تھا، اس نے سب سے پہلے عیسائیوں سے مناظروں کا ڈھونگ رچایا، کیونکہ انگریز یہاں جب آیا تو اپنے ساتھ مذہبی پیشواؤں، پادریوں کو بھی لایا تھا تاکہ لوگوں کے عقائد خراب کئے جائیں اور انہیں عیسائی بنایا جائے۔ علماء کرام موجود تھے، مناظرے بھی ہوئے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ اور دوسرے جید علماء کرام بھی تھے تو عیسائی کبھی بھی مناظروں میں علماء کرام سے جیت نہیں سکے، چونکہ ایک فضائی ہوئی تھی تو اس نے بھی عیسائیوں کے خلاف مناظرے شروع کر دیئے، چیلنج دینے لگا۔ پہلے مناظر اسلام بنا، پھر مبلغ اسلام بنا، پھر مجدد اسلام بنا،

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں مثیل مسیح ہوں، پھر کہا کہ میرا تخت تمام نبیوں سے اوپر سجایا گیا (نعوذ باللہ) یہاں تک کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کر دیا (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) تو یہ خود نہیں کر رہا تھا بلکہ اس کے پیچھے انگریز تھا اور خود اس نے لکھا ہے کہ: ”میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔“ اس نے ملکہ برطانیہ کو جو خطوط لکھے ہیں (یہ ایک مستقل باب ہے) بڑے سے بڑا چا پلوس اور خوشامدی بھی یہ بات نہیں لکھتا جو اس نے اپنے خطوط میں الفاظ لکھے ہیں، تو میری پہلی بات مکمل ہوئی کہ اسے انگریز نے کھڑا کیا، مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے، جہاد کی حرمت کا فتویٰ دلانے کے لئے اس کو اس طرح لایا گیا، یہاں تک کہ اس نے یہ لکھا کہ مجھ سے بیعت ہو جانا ہی جہاد کی نفی ہے اور اس نے یہ بات لکھی کہ میں نے جہاد کے خلاف اتنا لٹریچر لکھا ہے کہ اس سے پچاس الماریاں بھر جائیں اور میں نے تمام اسلامی ممالک میں اسے پھیلا دیا ہے، تو اصل غرض یہ تھی کہ جذبہ جہاد ختم کیا جائے۔

دوسری بات، اس کی زندگی کے تین ادوار ہیں: ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں یہ پیدا ہوا ہے، ۱۸۸۵ء تک اس کے وہی عقائد تھے جو مسلمانوں کے ہیں، ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ہو، یہ مسلمانوں کے تمام عقائد سے متفق تھا۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۱ء تک گوگولوالی کیفیت رہی، پہلے یہ ایک بات کر دیتا، جب اس کی گرفت کی جاتی تو یہ کہتا کہ میں نے یوں تھوڑی کہا ہے، میں نے تو یوں کہا ہے اور تیسرا دور ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک ہے، جس میں اس نے کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تین ہزار معجزات ہیں اور میرے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں (نعوذ باللہ)، لیکن ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ یہ جو ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک کا دور ہے، یہ بھی گوگولوالا ہے، اس میں بھی اس نے واضح کوئی بات نہیں کی۔ ایک بار اس کے ایک مرید نے خط لکھا کہ ہمارے یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ جسے اپنا شیخ مانتے ہیں اس نے تو نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو میں نے کہا کہ نہیں! اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ تو وہ مجھے دلائل دیتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نفی کرتا ہوں۔ آپ بتائیں! تو مرزا نے جواب میں کہا کہ تم غلطی پر ہو، میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور میں نبی ہوں۔ تو اس نے اپنے مرید کی غلطی کے ازالہ کے لئے رسالہ لکھا ”ایک غلطی کا ازالہ“ یعنی یہ اپنے مرید کی غلطی تو زائل کر رہا ہے کہ تم غلطی پر ہو۔ تو حضرت شہید فرماتے تھے کہ اس نے اپنی موت سے تین دن قبل ایک خط میں مستقل نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ خط اس کی موت کے روز ”اخبار عام، لاہور“ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی رگ دبا دی: ”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝“ (الحاقہ: ۴۳-۴۶)..... کہ اگر کوئی ہم پر بات بنائے تو ہم اس کو قوت کے ساتھ پکڑ لیتے ہیں، پھر ہم اس کی رگ کو دبا دیتے ہیں..... تو حضرت شہید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک دن بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ یہ حضرت لدھیانوی شہید کی تحقیق ہے۔

یہ دوسری بات میں نے اس لئے کی کہ عام طور پر قادیانی نئے لوگوں کو وہ عبارتیں پڑھواتے ہیں جو اس نے ۱۸۸۵ء سے پہلے کہی یا لکھی ہیں کہ دیکھو! مرزا نے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کی ہے، دیکھو! وہ تو ختم نبوت کا قائل ہے، دیکھو! وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔ نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ یہ مولوی تمہیں لڑاتے ہیں۔ مولوی تمہیں غلط بات بتاتے ہیں، صحیح بات نہیں بتاتے۔ دیکھو! یہ کتاب ہے اور واقعی کتاب میں بھی لکھا ہوتا ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا بھی قائل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا بھی قائل ہے۔ آخری نبی ہونے کا بھی قائل ہے، چونکہ اسکول، کالج کے طلبا یا عام آدمی کے ذہن میں پہلے سے یہ ہوتا ہے کہ مولویوں کا تو کام ہی انتشار اور لڑانا ہے تو فوراً وہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ قادیانی بڑے معصوم ہیں اور مولوی غلط بتاتے ہیں۔ وہ جو دوسرا رخ ہے وہ انہوں نے بتایا ہی نہیں۔ تو یہ بات آپ ذہن میں رکھیں کہ اس کے تین ادوار ہیں، ہر دور میں اس نے مختلف باتیں کی ہیں بلکہ علماء کرام کے لئے تو اس کی تردید کرنے کے لئے آسان یہ ہے کہ ۱۸۸۵ء سے پہلے والی عبارتیں لاؤ پھر آخر والی عبارتیں لاؤ تو اس کا اپنی ہی باتوں سے خود جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

# خليفة ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مولانا عبد المنان معاویہ

کرنے جا رہا ہوں، اس نے نئے دین کا اعلان کر کے مکہ والوں میں تفریق کر دی ہے، کیوں نہ اس قصہ کو ہی ختم کر دوں۔ بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والے شخص نے کہا کہ: عمر! اگر تم نے ایسا کیا تو کیا ”بنو ہاشم و بنو زہرہ“ تم سے انتقام نہیں لیں گے؟ کہنے لگے: لگتا ہے کہ تم بھی اس نئے دین میں شامل ہو چکے ہو، انہوں نے کہا کہ پھر پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو، تمہاری بہن و بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔

جلال میں نکلنے والا عمر سیدھا بہن کے گھر پہنچتا ہے، یہاں سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان کے بہنوئی و بہن کو سورہ طہ پڑھا رہے تھے، باہر سے آواز سنی اور دروازہ پر دستک دی، اندر سے پوچھا گیا کون؟ عمر! نام سنتے ہی سیدنا خبابؓ چھپ گئے، عمر نے آتے ہی پوچھا: تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے بات ٹالتے ہوئے کہا کہ: ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے، کہنے لگے: میں نے سنا ہے تم نئے دین میں شامل ہو گئے ہو؟ بہنوئی نے کہا کہ: عمر! وہ دین تیرے دین سے بہتر ہے، تو جس دین پر ہے یہ گمراہ راستہ ہے، بس سننا تھا کہ بہنوئی کو دے مارا زمین پر، بہن چھڑانے آئی تو اتنی زور سے اس کے چہرے پر طمانچہ رسید کیا کہ ان کے چہرے سے خون نکل آیا، بہن کے چہرے پہ خون دیکھ کر غصہ ٹھنڈا ہوا

نہیں کر سکتے تھے، چھپ کر دین اسلام کی تبلیغ و عبادت کی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اس وقت اُنتالیس تھی۔ ایک رات بیت اللہ کے سامنے عبادت کرتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے پروردگار سے عجب دعا کی، مانگی بھی تو عجب شے مانگی۔ کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ دعا میں یہ بھی مانگا جاتا ہے، اسلام کی بڑھوتری کی دعا کی جاتی، اہل مکہ کے ایمان لانے کی دعا کی جاتی، دنیائے عالم میں اسلام کی اشاعت کی دعا کی جاتی یا اہل مکہ کے ظلم و ستم کی بندش کے لئے ہاتھ اُٹھائے جاتے، لیکن میرے عظیم پیغمبر ﷺ نے دعا کی کہ: ”اے اللہ! عمرو ابن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا۔“

نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دو لوگوں کو نامزد کیا اور فیصلہ خدائے علام الغیوب پر چھوڑ دیا کہ اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو وہ دے دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور اسباب کی دنیا میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ ایک روز تیغ برہنہ لئے جا رہے تھے، راستہ میں بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ملا، جس نے پوچھا کہ عمر! خیریت! کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے: محمد کو قتل

تاریخ عالم نے ہزاروں جرنیل پیدا کئے، لیکن دنیا جہاں کے فاتحین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں اور دنیا کے اہل انصاف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدل پروری کو دیکھ کر جی کھول کر ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ: ”عمر (رضی اللہ عنہ) مراد رسول (ﷺ) ہے۔“ یعنی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرید رسول (ﷺ) ہیں اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد رسول (ﷺ) ہیں۔ ایک عالم نے کیا خوب کہا کہ: ”عمر پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے عطاء خداوندی تھے۔“ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علمائے اسلام، حکمائے اسلام اور مستشرقین نے اپنے اپنے لفظوں میں بارگاہِ فاروقی میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ مکرمہ کے چند پڑھے لکھوں میں ہوتا تھا، لیکن وہ بھی اسی عرب معاشرے کا حصہ تھے، جہاں پیغمبر اسلام ﷺ کو قبل از نبوت صادق و امین کہا جاتا تھا اور بعد از اعلان نبوت نعوذ باللہ! ساحر، شاعر، کاہن اور نہ جانے کیا کیا کہا گیا۔

اہل مکہ کے جبر و ستم بہت بڑھ چکے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر عام تبلیغ تو درکنار عبادت بھی

سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عمر چھبیس سال تھی۔ مصر کے ایک بہت بڑے عالم مفسر قرآن جناب علامہ ططنناوی نے عجیب جملہ کہا ہے کہ: ”حقیقت یہ ہے کہ عمر اسی گھڑی پیدا ہوئے اور یہیں سے ان کی تاریخی زندگی کا آغاز ہوا۔“

مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”قال رسول اللہ ﷺ: لما أسلم أتاني جبرائيل، فقال: استبشر أهل السماء بإسلام عمرؓ،“ یعنی حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ: ”جبرئیل! میرے پاس آئے اور کہا کہ: آسمان والے عمرؓ کے قبول اسلام پر خوشیاں منا رہے ہیں۔“

(متدرک للحاکم و طبقات ابن سعد)

چند ہی لمحوں بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے نبی! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا، تو فرمانے لگے کہ: پھر چھپ کر عبادت کیوں کریں؟ چلئے خانہ کعبہ میں چل کر عبادت کرتے ہیں، میں قربان جاؤں اپنے آقا و مولا ﷺ پر کہ انہوں نے ایسے ہی عمرؓ کو نہیں مانگا تھا، بلکہ دور رس نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ اسلام کو عزت و شوکت عمرؓ کے آنے سے ہی نصیب ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو صفوں میں تقسیم کیا: ایک صف کے آگے اسد اللہ و رسولہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے مراد رسولؐ، پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے عطاء خداوندی یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ مسلمان جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو کفار کہنے لگے، دیکھا، نظر پڑی حمزہؓ پر اور عمرؓ پر تو بڑے غمگین ہوئے،

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: اچھا! تو مجھے بتاؤ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں، انہوں نے بتایا کہ: صفا پہاڑی پر واقع ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام پذیر ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چل پڑے، درے پر مقیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ عمر آ رہا ہے اور ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، تو گھبرائے ہوئے آنحضرت ﷺ کو بتایا، وہیں اسد اللہ و رسولہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ فرمانے لگے: آنے دو، اگر ارادہ نیک ہے تو خیر ہے اور اگر ارادہ صحیح نہیں تو میں اس کی تلوار سے اس کا کام تمام کر دوں گا۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو پیغمبر اسلام ﷺ پر نزول وحی جاری تھا، چند لمحوں بعد آپ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا: ”اے عمر! تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اسلام قبول کرو؟!“ بس یہ سننا تھا کہ فوراً کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اصحاب رسول (رضی اللہ عنہم) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے کفار و مشرکین نے بھی سنا اور اس نعرے کی آواز سے وادی مکہ گونج اُٹھی۔ پھر نبی رؤف و رحیم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر دست اقدس رکھا اور دعا فرمائی: ”اللَّهُمَّ اخْرِجْ مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غَلٍّ وَآيِدْ لَهُ إِيمَانًا.“ ..... ”یا اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ میل کچیل ہو وہ دور کر دے اور اس کے بدلے ایمان سے اس کا سینہ بھر دے۔“ (متدرک للحاکم) قبول اسلام کے وقت بعض مؤرخین کے نزدیک آپ کی عمر تیس

اور بہنوئی کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ: اچھا! لاؤ، دکھاؤ، تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے کہا کہ: تم ابھی اس کلام کے آداب سے ناواقف ہو، اس کلام مقدس کے آداب ہیں، پہلے تم وضو کرو، پھر دکھاؤں گی، انہوں نے وضو کیا اور سورہ طہ پڑھنی شروع کی، یہ پڑھتے جا رہے تھے اور کلام الہی کی تاثیر قلب کو متاثر کئے جا رہے تھی۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر باہر نکل آئے اور کہنے لگے: عمر! کل رات نبی کریم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی تھی کہ: ”اللَّهُمَّ اعز الإسلام بأحد الرجلين إماما بن هشام وإماما عمر بن الخطاب“ اور ایک دوسری روایت میں الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں کہ: ”اللَّهُمَّ أيد الإسلام بأبي الحكم بن هشام وبعمر بن الخطاب.“ اے اللہ! عمرو بن هشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا، یا ان میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔“ اے عمر! میرے دل نے گواہی دی تھی کہ یہ دعائے پیغمبر ﷺ عمر بن خطاب کے حق میں پوری ہوگی۔ اسی طرح کی ایک روایت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ”کان رسول اللہ ﷺ إذا رأى عمر بن الخطاب أو أبا جهل بن هشام قال: اللهم اشدد دينك بأحدهما إيك“، یعنی جب کبھی رسول اللہ ﷺ عمر بن خطاب یا ابو جهل کو دیکھتے تو رب العزت کے حضور دست دعا دراز کرتے ہوئے فرماتے: اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما۔ (طبقات ابن سعد)

کہ: یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دین“۔

۴:- اسی طرح بڑی ہی مشہور و معروف

حدیث نبوی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔“ یعنی

اگر سلسلہ نبوت جاری رہتا تو سیدنا حضرت

عمرؓ بھی منصب نبوت سے سرفراز کئے

جاتے۔

۵:- ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

”رسول مکرم و معظم ﷺ نے فرمایا کہ: تم سے

پہلے جو آدم گزری ہیں ان میں محدث ہوا کرتے

تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ

عمرؓ ہے۔“

اسی حدیث مبارکہ میں لفظ ”محدث“ کی

تشریح میں صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر

عسقلانیؒ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”المُحَدَّثُ الْمُلْهَمُ وَهُوَ مَنْ أَلْقَى فِي

رُوعِهِ شَيْءًا مِنْ قِبَلِ الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَمَنْ

يَجْرِي الصَّوَابُ عَلَيْهِ لِسَانَهُ بِغَيْرِ قَصْدٍ.“

یعنی ”محدث وہ ہے جس کی طرف اللہ کی

طرف سے الہام کیا جائے، ملاء اعلیٰ سے اس کے

دل میں القاء کیا جائے اور بغیر کسی ارادہ و قصد کے

جس کی زبان پر حق جاری کر دیا جائے۔“ یعنی

اس کی زبان سے حق بات ہی نکلے۔

۶:- ایک بار سیدنا عمرؓ شفع اعظم نبی

اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عمرہ کی

اجازت طلب کی تو نبی مکرم و معظم ﷺ نے فرمایا:

”يا أخي أشركنا في صالح دعاءك ولا

تسننا...“ اے میرے بھائی! اپنی نیک دعاؤں

میں ہمیں بھی شریک کرنا اور بھول نہ جانا۔“

کر سکتے تھے، لیکن جب عمرؓ اسلام لائے تو

آپؐ نے کفار سے مقابلہ کیا، یہاں تک کہ وہ

ہمیں نماز پڑھنے دینے لگے۔ (طبقات ابن سعد)

سیدنا حضرت عمرؓ کی شانِ رفیعہ میں

چند فرامین رسالت مآب ﷺ پیش کرتا ہوں۔

۱:- نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

”اے ابن خطاب! اس ذات پاک کی

قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان

ہے، جس راستے پہ آپ کو چلتا ہوا شیطان پالیتا

ہے وہ اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے، وہ راستہ

چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

۲:- صحیح بخاری میں روایت ہے کہ:

”حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں: میں نے حالتِ

خواب میں دودھ پیا، یہاں تک کہ میں اس سے

سیر ہو گیا اور اس کی سیرابی کے آثار میرے

ناخنوں میں نمایاں ہونے لگے، پھر میں نے وہ

دودھ عمرؓ کو دے دیا، اصحابِ رسولؐ نے پوچھا:

یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا: ”علم“۔

۳:- اسی طرح امام بخاریؒ نے ایک اور

روایت بھی اپنی صحیح میں درج کی ہے کہ:

”سیدنا ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں

کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ: میں نیند میں تھا، میں نے

لوگوں کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے پیش کئے

جارہے ہیں اور انہوں نے قمیص پہنی ہوئی

ہیں، کسی کی قمیص سینے تک اور کسی کی اس سے

نیچے تک، اور پھر عمرؓ کو پیش کیا گیا، انہوں نے ایسی

لبی و کھلی قمیص پہنی ہوئی تھی کہ وہ زمین پر گھسٹی

جارہی تھی، اصحابِ رسول (ﷺ) نے عرض کیا

لیکن کس میں جرأت تھی کہ کوئی بولتا؟! اس دن

سے مسلمانوں کے لئے تبلیغ دین میں آسانی پیدا

ہوئی اور یہی وہ دن تھا جب اللہ کے نبی

پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ”إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ

الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عَمْرٍ وَوَلَّاهُ

الْفَارُوقَ فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الْحَقِّ

وَالْبَاطِلِ.“.....”اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمرؓ کے

قلب ولسان پر جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے،

اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق و باطل میں فرق

کر دیا ہے۔“ (طبقات ابن سعد)

جناب سیدنا عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ:

”وَاللَّهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ

ظَاهِرِينَ حَتَّى أَسْلَمَ عَمْرٌ...“...”اللہ کی قسم!

ہم کعبہ کے پاس کھلے بندوں نماز نہیں پڑھ سکتے

تھے، یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اسلام

لائے۔“ (متدرک للحاکم)

اسی طرح حضرت صہیب بن سنانؓ

فرماتے ہیں کہ: جب عمرؓ نے اسلام قبول کیا

تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، اور ہم کھلے بندوں

اسلام کی دعوت دینے لگے اور ہم حلقہ بنا کر بیت

اللہ میں بیٹھتے تھے، ہم بیت اللہ کا طواف کرنے

لگے اور اب ہم پراگر کوئی زیادتی کرتا تو ہم اس

سے بدلہ لیتے تھے۔

کچھ اسی قسم کے تاثرات فقہ الامت سیدنا

عبداللہ بن مسعودؓ کے بھی ہیں، وہ فرماتے

ہیں کہ: ”عمرؓ کا اسلام قبول کرنا ہماری کھلی فتح تھی،

اور عمرؓ کا ہجرت کرنا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی

نصرت خاص تھی، اور آپؐ کی خلافت تو ہمارے

لئے سراپا رحمت تھی، میں نے وہ دن بھی دیکھے

ہیں جب ہم بیت اللہ کے قریب بھی نماز ادا نہیں



گرفتار ہو گیا تو اسی خنجر سے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ (خلفائے راشدینؓ، انکسنبویؒ)

بالآخر آپ کی دعائے شہادت کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور دیارِ حبیب ﷺ میں بلکہ مُصلائے رسول (ﷺ) پر آپ کو ۲۷ ذوالحجہ بروز یک چہار شنبہ (بدھ) زخمی کیا گیا اور یکم محرم بروز یک شنبہ (اتوار) آپ ﷺ نے شہادت پائی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاص روضہ نبویؐ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کی قبر بنائی گئی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأرضاه

آلود خنجر لئے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا، اس نے آپ کے شکم مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر سے لگائے، آپ بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بجائے آپ کی امامت کے مختصر نماز پڑھ کر سلام پھیرا، ابولؤلؤ نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے، مگر نمازیوں کی صفیں مثل دیوار کے حائل تھیں، اس سے نکل جانا آسان نہ تھا، اس نے اور صحابیوں کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا، تیرہ صحابی زخمی، جن میں سے سات جاں بر نہ ہو سکے، اتنے میں نماز ختم ہو گئی اور ابولؤلؤ پکڑ لیا گیا، جب اس نے دیکھا کہ میں

۷:- سلسلہٴ احادیث سے آخری حدیث پیش کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ بہت دراز ہے اور دامن صفحات میں جگہ کم، بخاری شریف میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ: ”ایک دفعہ حضور پر نور ﷺ اُحد کے پہاڑ پر تشریف لے گئے، ہمراہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے، اُحد کا پہاڑ لرز نے لگا تو حضور نور ﷺ نے اپنا قدم مبارک اُحد پر مارتے ہوئے فرمایا: ”اے اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر اس وقت نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔“ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ: ”اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک وموتانی بلد حبیبک“... ”اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت دینا اور موت آئے تو تیرے حبیب (ﷺ) کے شہر میں آئے۔“

آخری ایامِ حیات میں آپ نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے آپ کے شکم مبارک میں تین چونچیں ماریں، آپ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت ایک درہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والے کو اپنے درہ سے جگاتے تھے، مسجد میں پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے۔ اس روز بھی آپ نے ایسا ہی کیا، نماز ویسے ہی آپ نے شروع کی تھی، صرف تکبیر تحریمہ کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کا فر ابولؤلؤ (فیروز) جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، ایک زہر

### سات روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کی ماٹری

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) جامع مسجد بسم اللہ نزد ضیاء الدین ہسپتال کلفٹن حلقہ کی ماٹری میں سات روزہ ختم نبوت کورس ۱۶ تا ۲۲ جولائی روزانہ بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ کورس کے پہلے دن مولانا محمد عارف نے ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر مفصل گفتگو فرمائی، دوسرے دن جامع مسجد ہذا کے امام و خطیب مولانا عبدالرحمن نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مدلل و جامع بیان کیا، جبکہ کورس کے تیسرے دن راقم الحروف نے قادیانیوں سے چند سوالات کے عنوان پر درس دیا۔ چوتھے روز مبلغ ختم نبوت کراچی مولانا عبدالحیٰ مطمئن نے ”پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں“ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ کورس کے پانچویں روز مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے تحریک ختم نبوت پر سیر حاصل درس دیتے ہوئے علماء کرام و عوام الناس کی قربانیوں کا ذکر فرمایا، جس سے سامعین پر رقت طاری ہوئی اور تمام کارکنان نے عقیدہ ختم نبوت پر زندگی بھر کام کرنے اور اس مشن سے وابستہ رہنے کا ارادہ کیا۔ چھٹے روز مبلغ مولانا ابرار شریف نے ”قادیانی اور دیگر کافروں کے درمیان فرق“ کے عنوان پر درس دیا۔ بعد ازاں تمام سامعین نے تحریری امتحان دیا جس کا دورانیہ نصف گھنٹہ تھا۔ اختتامی تقریب میں راقم الحروف نے کورس کے انعقاد کا مقصد اور اہمیت پر مختصر گفتگو کی، مہمان خصوصی مولانا امین شاہ امام و خطیب قادری مسجد نے عام فہم انداز میں عوام الناس کو تحفظ ختم نبوت کے کام کی برکات، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی قربانیاں، آج کے دور میں اس کام کی فضیلت کو بیان کیا، بعد ازاں مولانا محمد عارف و دیگر مہمان علماء کرام نے کورس کے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں۔ پروگرام کا اختتام امام جامع مسجد ہذا مولانا عبدالرحمن کی دعا پر ہوا۔ کورس کے تمام تر انتظامات مولانا حضرت حسین سمیت ان کی مکمل ٹیم نے سرانجام دیئے۔

# طلب عافیت

## ایک جامع دعا

مولانا مفتی غلام مصطفیٰ مدظلہ

آپ ﷺ ان کے پاس منیٰ کی گھاٹی میں تشریف لے گئے، اس دوران حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ انصار کے اس قافلے سے مخاطب ہو کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بابت فرمایا تھا کہ:

”محمد (ﷺ) اپنی قوم میں نہایت

عزت اور وقعت والے ہیں، اور ہم ان کے حامی اور مددگار ہیں، اور وہ تمہارے یہاں (مدینہ) آنا چاہتے ہیں، اگر تم ان کی پوری پوری حمایت اور حفاظت کر سکو اور مرتے دم تک اس پر قائم رہو تو بہتر ہے، ورنہ ابھی سے صاف جواب دے دو۔“ (سیرۃ المصطفیٰ، انصار کی دوسری بیعت، ج: ۱، ص: ۳۳۱، ۳۳۲، ط: الطاف اینڈ سنز)

پھر انصار کی یہ جماعت رسول اللہ ﷺ سے ہم کلام ہوئی، اور باہمی عہد و پیمانہ باندھے گئے اور آخر میں بیعت کی گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ طور پر فتح مکہ سے کچھ قبل اسلام کا اظہار فرمایا۔

ادب کا لحاظ رکھنا:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت ہی محبت اور والہانہ تعلق تھا، اور رسول کریم ﷺ کا بڑا ہی ادب کیا کرتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ چونکہ عمر میں سرکارِ دو عالم ﷺ سے دو

میں کچھ دن ٹھہرا رہا اور پھر دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتائیے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں؟ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔“

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے، اسلام کی دولت سے مشرف ہونے سے قبل بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نصرت اور حمایت میں پیش پیش رہتے تھے، اور آپ ﷺ کے بارے میں ہمیشہ فکر مند ہوتے۔ ہجرت سے قبل موسم حج میں جب رسول اللہ ﷺ مختلف قبائل کے افراد کو دین اسلام کی دعوت دیتے اور اس دوران مدینہ منورہ کے قبائل کے لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت بھی کرتے رہے، اس سلسلہ کی ایک بیعت سن ۱۳ ہجری میں منعقد ہوئی، جسے ”بیعت عقبہ ثانیہ“ کہا جاتا ہے، اس سال حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مسلمانوں کا ایک قافلہ لے کر حج کے لئے مکہ آئے، جن میں تقریباً پچھتر افراد تھے، ان حضرات نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو

ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ سے ایک جامع دعا نقل کی گئی ہے۔ اس دعا کے الفاظ اگرچہ انتہائی مختصر ہیں، مگر اس کے مفہوم میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں اور اچھائیوں کی طلب اور تمام مصائب و مشکلات سے پناہ شامل ہے۔ ذیل میں مذکورہ روایت کا ترجمہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف اور مذکورہ دعا سے متعلق فوائد ذکر کئے جاتے ہیں:

”عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ، فَقَالَ لِي: يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ! سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.“ (ترمذی، ابواب الدعوات، ج: ۲، ص: ۱۹۱، ط: قدیمی)

”حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتائیے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے عافیت مانگو۔“

عباس رضی اللہ عنہ کا مقام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عظمت کے معترف تھے اور ان کی خوب قدر و عزت فرمایا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے، بخاری شریف میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب کبھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی ہوتی تو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دعا کرتے: ”اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِنَا۔“..... ”اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلہ سے تجھ سے دعا کرتے تھے، پس تو ہمیں سیراب کرتا تھا۔“ اور اب پیغمبر تو دنیا سے تشریف لے گئے ہیں: ”وَأِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔“..... ”اب ہم آپ سے اپنے نبی کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں، پس تو ہمیں سیراب کر۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: (اس دعا کی برکت سے) بارش ہو جاتی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے کہ: ”اے پروردگار! تیرے پیغمبر کی امت نے میرا وسیلہ اختیار کیا ہے، خداوند! تو میرے اس بڑھاپے کو رسوا مت کر اور مجھے ان کے سامنے شرمندہ نہ کر۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ میں اتنی تاثیر ہوتی تھی کہ جلد ہی بارش شروع ہو جاتی تھی۔

بہر کیف! مذکورہ روایت میں حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے دوبار سوال کیا اور دونوں بار جواب

میں رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب چچا کو عافیت

کرتے ہیں، رسول اللہ رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہوئے، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور پھر ارشاد فرمایا: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانَ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ۔“..... ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کسی شخص کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا، جب تک وہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے محبوب نہ رکھے،“ یعنی جب تک دل میں اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ کی خاطر اہل بیت کی عظمت موجود نہ ہو، اس دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صُنُو أَبِيهِ۔“..... ”اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس لئے کہ کسی بھی شخص کا چچا باپ کی مانند ہوتا ہے۔“ (ترمذی، مناقب ابی الفضل عم النبی رضی اللہ عنہ، وهو العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ج: ۲، ص: ۲۱۷، ط: قدیمی)

یہ یاد رہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بھی ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ ہم اہل بیت سے محبت کی آڑ میں صحابہ کی تنقیص یا ان پر تنقید کو روا نہیں سمجھتے اور اہل بیت عظام سے متعلق دل میں کوئی بات رکھنے کو بھی ایمان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ حضرات سب کے سب بڑے اونچے لوگ تھے، اللہ تعالیٰ نے پیغمبر رضی اللہ عنہ کی صحبت کی برکت سے انہیں بڑا اونچا مقام نصیب فرمایا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت

سال بڑے تھے، لیکن عمر کے اس تفاوت کو کبھی اس انداز میں بیان نہیں کرتے تھے، جس سے ظاہری طور پر بھی کسی قسم کی بے ادبی کا اندیشہ ہو۔ جواب دینے کا انداز ہی نرالا اور کمال ادب پر مبنی ہوتا تھا، اگر کوئی شخص ان سے سوال کرتا کہ: ”أَيُّمَا أَكْبَرُ أَنْتَ أَمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟“..... ”آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ؟“ اس سوال کا آسان جواب تو یہ تھا کہ فرماتے: ”میں عمر میں بڑا ہوں۔“ لیکن بجائے اس جواب کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے جواب کا انداز یہ ہوتا تھا کہ: ”هُوَ أَكْبَرُ مِنِّي، وَأَنَا وُلِدْتُ قَبْلَهُ“ بڑے تو رسول اللہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، ہاں! پیدا پہلے میں ہوا تھا، یعنی میری پیدائش پہلے کی ہے، باقی بڑے تو رسول کریم رضی اللہ عنہ ہیں۔ دیکھیے! کس قدر مؤدبانہ انداز گفتگو اور جواب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے محبت کا یہ ایک نمونہ ہے۔ ظاہری گفتگو میں بھی آداب اور محبت کا کس قدر لحاظ فرمایا کرتے تھے، رضی اللہ عنہم أجمعین۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مقام پیغمبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں:

آنحضرت رضی اللہ عنہم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بڑا احترام فرماتے تھے، اور لوگوں کو بھی ان کے اکرام و تعظیم کا حکم دیتے تھے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکوہ کیا کہ یا رسول اللہ! بعض لوگ آپس میں تو بڑی بشارت کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہم سے آنا سامنا ہوتا ہے تو وہ بشارت ان کے چہروں پر باقی نہیں ہوتی، ہم سے ملاقات کے وقت ان کے چہروں سے مسکراہٹ ختم ہو جاتی ہے، یعنی ہم سے اس طرح کا سلوک

نہ ہی منصب سے کوئی عافیت حاصل کر سکتا ہے۔ عافیت کا خزانہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے پاس ہے، اس کی ذات کے سوا کوئی عافیت نہیں دے سکتا۔“

اذان اور اقامت کے درمیان عافیت کی دعائیں مانگنے کا حکم:

کچھ اوقات اور کچھ مقامات قبولیتِ دعا کے لئے خاص ہیں، ان اوقات میں سے ایک اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت بھی ہے، لہذا اس وقت میں آدمی کو اپنے لئے، اپنے اہل و عیال، متعلقین اور پوری امتِ مسلمہ کے لئے، دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے خوب دعا کرنی چاہئے، اور اس وقت عافیت کی دعا بھی مانگنی چاہئے، چنانچہ ترمذی شریف میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الدُّعَاءُ لَا يَرُدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.“ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے سوال کیا کہ یہ قبولیت کے اوقات میں سے ایک اہم وقت ہے، ہمیں موقع ملے تو اللہ تعالیٰ سے اس قبولیت کے وقت میں کیا دعائیں مانگیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سَلُّوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.“..... ”اس وقت بھی اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی عافیت کی دعائیں مانگو۔“

صبر اور سزا کے بجائے عافیت مانگیں:

صبر کے بجائے آدمی کو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہئے، احادیثِ مبارکہ میں ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے

سے ہے، یعنی جامع دعاؤں میں سے ہے، اس لئے ہر انسان کو اسے یاد کرنا چاہئے اور ہمہ وقت اللہ سے عافیت کی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔

صاحبِ مظاہرِ حق علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ عافیت مانگنے کو بہت پسند کرتا ہے، اس کے برابر اور کسی چیز کے مانگنے کو پسند نہیں کرتا۔ عافیت کے معنی ہیں: دنیا و آخرت کی تمام ظاہری و باطنی غیر پسندیدہ چیزوں، تمام آفات و مصائب، تمام بیماریوں اور تمام بلاؤں سے سلامتی و حفاظت، لہذا عافیت دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر حاوی ہے۔ جس نے عافیت مانگی، اس نے گو یا دنیا و آخرت کی تمام ہی بھلائیاں مانگ لیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ عافیت مانگنے کو پسند کرتا ہے، (نسأل الله العافية)۔“

حضرت ڈاکٹر عبداللہ عارفی رحمۃ اللہ علیہ قریب کے زمانہ میں بڑے بزرگ گزرے ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”عافیت بہت بڑی چیز ہے، بہت اونچی نعمت ہے، اور عافیت کے مقابلے میں دنیا کی ساری دولتیں ہیچ ہیں، کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ نیز وہ فرماتے تھے کہ: عافیت دل و دماغ کے سکون کو کہتے ہیں، اور یہ سکون اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ دولت اللہ تعالیٰ بغیر کسی سبب اور استحقاق کے عطا فرماتے ہیں۔ عافیت کوئی آدمی خرید نہیں سکتا، نہ روپیہ پیسے سے عافیت خریدی جاسکتی ہے، نہ سرمایہ سے اور

کی دعا مانگنے کا حکم دیا۔ اس سے عافیت کی دعا مانگنے کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ عافیت کیا ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ عافیت کے معنی کیا ہیں؟ جس کے مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ: عافیت نہایت ہی مختصر اور جامع لفظ ہے اور رسول کریم ﷺ کی یہ خصوصیت بلکہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ”جوامع الکلم“، یعنی ایسے مختصر کلمات عطا فرمائے تھے جن کے معانی انتہائی گہرے اور عمیق ہوں۔ ایک طویل حدیث میں خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ”وَأُوتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ.“..... ”مجھے جامع کلمات عطا ہوئے ہیں۔“ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی حکمتیں اور احکام، ہدایت کی باتیں، مذہبی و دنیاوی امور سے متعلق دوسری چیزوں کو بیان کرنے کا ایسا مخصوص اسلوب اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے جو نہ پہلے کسی نبی اور رسول کو عطا ہوا اور نہ دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے فصیح و بلیغ انسان کو نصیب ہوا! اور اس اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ انتہائی مختصر سے الفاظ کے ایک چھوٹے سے جملہ میں معانی و مفہوم کا ایک گنجینہ پنہاں ہوتا ہے۔ اگر اس جملہ کو پڑھیں اور لکھیں تو چھوٹی سی سطر بھی پوری نہ ہو، لیکن اس کا فہم اور وضاحت اور تشریح بیان کریں تو کتاب کی کتاب تیار ہو جائے، چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اقوال و ارشادات میں اس طرح کے کلمات کی ایک بڑی تعداد ہے جن کو ”جوامع الکلم“ کہا جاتا ہے، لہذا یہ عافیت کی دعا بھی ”جوامع الکلم“ میں

ذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ فَتَحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابَ الدُّعَاءِ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللَّهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ.“ یعنی ”تم میں سے جس کے لئے دعا کے دروازے کھولے گئے، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے عافیت مانگنا ہر چیز مانگنے سے زیادہ محبوب ہے۔“

مسند احمد بن حنبل میں امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں یہ منقول ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”لَمْ تُؤْتُوا شَيْئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ فَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ.“ ..... ”کہ تمہیں کلمہ اخلاص (کلمہ شہادت) کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی، لہذا تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو۔“ (جاری ہے)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟“ ..... ”اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرو، پھر دوسرے روز بھی یہی سوال وجواب ہوا، پھر تیسرے دن یہ شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا: ”يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟“ ..... ”اے اللہ کے نبی! کون سی دعا افضل ہے؟“ ..... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ.“ ..... ”اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرو، جب تمہیں دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت مل جائے تو تحقیق تم کامیاب ہو گئے۔“

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ترمذی یہ حدیث

ایک شخص کو دیکھا جو یہ دعا مانگ رہا تھا: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ“ ..... ”اے اللہ! میں آپ سے صبر مانگتا ہوں۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمادیا کہ: ”سَأَلْتَ اللَّهَ الْبَلَاءَ“ صبر تو بلاء و مصیبت پر ہوتا ہے، ”فَسَلَّهُ الْعَافِيَةَ“ ..... ”تم اللہ سے صبر کی دعا مانگنے کے بجائے عافیت کی دعا مانگو۔“

مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، وہ شخص پرندے کے بچے کی طرح لاغر اور کمزور ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: ”أَمَا كُنْتَ تَدْعُو؟ أَمَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ؟“ ..... ”کیا تم دعا نہیں کرتے تھے؟ کیا تم اللہ سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے، وہ دنیا ہی میں دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ!“ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور تم میں اتنی استطاعت ہی نہیں، تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ أَتْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.“ یعنی ”اے اللہ! ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں بھلائی کا معاملہ فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔“

معلوم ہوا کہ انسان کو ہمیشہ دنیا و آخرت کی بھلائی اور عافیت کی دعا مانگنی چاہئے۔

سب سے افضل دعا عافیت کی طلب ہے: سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: ایک شخص نبی

### تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس لیبارکیٹ

کراچی (مولانا محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیباری ٹاؤن کے زیر اہتمام جامع مسجد نور محمدی میں تین روزہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا، جس کا دورانیہ بعد نماز مغرب تا عشاء تھا۔ پہلے دن راقم الحروف نے قادیانیوں سے چند سوالات کے عنوان پر گفتگو کی اور سامعین کو مختصر نوٹس تحریر کرائے۔ کورس کے دوسرے دن مولانا عبدالحی مطہرین مبلغ ختم نبوت کراچی نے حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مفصل گفتگو کی اور قادیانیوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا مدلل رد کیا۔ کورس کے تیسرے روز مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ترغیب دی۔ مولانا نے گفتگو کرتے ہوئے قادیانی سازشوں اور ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا اور امت محمدیہ کی ذمہ داری کے عنوان پر فکر انگیز گفتگو کی۔ کورس میں عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔ کورس کے تمام تر انتظامات بھائی محمد ناصر، مفتی محمد علی سمیت ان کی ٹیم نے سرانجام دیئے۔ مسجد ہذا کے امام مولانا قیصر نے مجلس کی طرف سے کورس کے اہتمام پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور کورس کی مکمل سرپرستی فرمائی۔ اللہ پاک تمام خدام ختم نبوت کی کاوشوں کو قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔



# مرزائیوں کے شبہات اور وساوس

مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

شَيْءٌ شَهِيدٌ. [المائدة: ۱۱۶، ۱۱۷]

ترجمہ: ”اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ اے عیسیٰ ابن مریم! تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے اور عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں آپ کو منزه سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا، آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں۔ میں نے تو ان سے کچھ اور نہیں کہا مگر وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، میں ان پر مطلع جب تک اب میں ان رہا پھر جب آپ نے مجھ کو کھلایا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔“ (بیان القرآن) اس آیت میں ”تَوَفَّيْتَنِي“ کا معنی ”وفات“ مراد لیتے ہیں۔

جب یہ عقیدہ بنا دیا جاتا ہے تو پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم سے تو ثابت ہوا کہ وہ وفات پا گئے لیکن احادیث میں آتا ہے کہ عَن أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا

بغیر دلیل کے بالکل آیت کے خلاف بول رہا ہے۔

ان آیات میں سے بعض آیات یہ ہیں:  
(۱) ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ“ [آل عمران: ۱۲۴]  
ترجمہ: ”اور محمد ﷺ نے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔“ (بیان القرآن)

(۲) ”مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ.“ [المائدة: ۷۵]

ترجمہ: ”مسح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں۔“ (بیان القرآن)  
کہتے ہیں کہ دونوں جگہ ”خَلَّتْ“ ..... ”مَاتَتْ“ کے معنی میں ہے۔

(۳) ”وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلٰمُ الْغُيُوبِ. مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُمْ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ

یہ تو آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ اہل حق کا اس باطل ٹولہ سے جو اختلاف ہے اس کے اہم اور بڑے موضوعات تین ہیں:

(۱) مرزا کا کردار، (۲) رفع و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام، (۳) اجراء نبوت۔  
مرزائی حملہ نمبر ۱: یہ عوام کو اپنی طرف لانے کے لئے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ ان کا یہ ذہن اور عقیدہ بناوتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا چکے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر ہے، اس کے بعد پھر اپنی طرف لاتے ہیں۔

طریقہ واردات یہ ہے کہ قرآن کریم کی چند آیات جن کا ظاہری مفہوم ایسا لگتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جبکہ اس کی صحیح تفسیر اور متفق علیہ تفسیر کے پیش نظر ”وفات“ ثابت نہیں، لیکن ہمارے اکثر علماء ردِ باطل کی اہمیت سے ناواقف ہونے کی بناء پر ان آیات کی اتفاقی اور صحیح تفسیر سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ان کے پاس ”شکار“ کو لے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تمہارے مولانا ہیں، ان سے پوچھ لیتے ہیں اور پھر وہ صحیح علم نہ ہونے کے باوجود اس کو کچھ آئیں بائیں کہہ دیتے ہیں جس سے ”شکار“ کا عدم اطمینان ظاہر ہے۔ باہر جا کر اس ”شکار“ سے کہا جاتا ہے کہ سچ بتاؤ! اس کی بات سچے ہو یا نہیں؟ یہ تو

کردار پر بات کریں۔

جواب: مرزا نے نبوت کا دعویٰ ابتداء میں نہیں کیا بلکہ اس نے تدریجاً دعاوی کئے ہیں، جیسے عالم ہونے کا دعویٰ، ولی اللہ ہونے کا دعویٰ، مجتہد اور مجدد ہونے کا دعویٰ، پھر آگے مسیح موعود اور نبوت کا دعویٰ، لہذا ہم اس کو پہلے کے دعاوی میں پکڑتے ہیں، کیونکہ پہلے دعاوی کی اساسی خالی ہیں۔ ولایت، اجتهاد اور مجددیت کی اساسی تو خالی ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا جیسے کردار والا انسان ان اساسیوں کا بھی مستحق نہیں۔ چہ جائیکہ مسیح موعود اور نبی بنے۔

اجزائے نبوت پر صریح اور یقینی دلیل پر مرزائی حملہ اور اس کا جواب:

دلیل: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ [الاحزاب: ۴۰]

ترجمہ: ”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔“ (بیان القرآن)

مرزائی حملہ: مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر، یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عطا فرماتے تھے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت ملے گی، جو شخص رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مہر لگا دیں گے تو وہ نبی بن جائے گا۔ (حقیقۃ الوحی: ۹۷، حاشیہ: ۲۸، خزائن ۳۰: ۱۰۰/۲۲)

نیز قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے:

کر کے شکار غیر مطمئن حالت میں اس سے چلا جاتا ہے، اور شکاری کو اس کے دبانے کا مزید موقع مل جاتا ہے کہ تمہارے مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں، یہ قرآن میں نہیں کہ نبوت ختم ہوگئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مذکورہ بالا دونوں حملوں کا جواب: بحث و مباحثہ میں ابتداء سے یہ شرط لگانا ضروری ہے کہ آیت کی وہ تفسیر فریقین کو مسلم ہوگی جو تفسیر ہر صدی کے فریقین میں متفق علیہم حضرات مفسرین و مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کی ہوگی، کسی فریق کو اپنی طرف سے تفسیر اور معنی کی تعیین کی اجازت نہیں، لہذا ہر فریق اس معنی کے بیان کرنے کا پابند ہوگا جو ان حضرات مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کی ہو، مرزا نے خود بعض کتابوں میں ہر صدی کے مفسرین اور مجددین کے نام لکھے ہیں۔

مرزائی حملہ نمبر ۳: بقول ہمارے استاد محترم حضرت چینیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کے..... اس ٹولے سے بحث و مباحثہ کا اصل موضوع کردار مرزا ہے لیکن اگر آپ ان سے اس موضوع پر بات کریں گے تو وہ یہ شبہ ڈالتے ہیں کہ پہلے سیٹ کو تو خالی مان لو، اگر سیٹ ہی خالی نہیں مانو گے تو کردار پر بات کرنے کا فائدہ ہی نہیں، جیسے مثلاً محکمہ تعلیم میں اگر کوئی ملازمت کی درخواست دے تو اس کے کاغذات کی جانچ پڑتال تب کی جاتی ہے جب اساسی خالی ہو، اگر اساسی ہی خالی نہ ہو تو پھر کاغذات کی جانچ پڑتال کا فائدہ ہی نہیں، بالکل اسی طرح جب آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت کی جگہ ہی خالی نہیں تو کردار مرزا پر بات کیوں کی جائے؟ لہذا پہلے نبوت کی جگہ خالی سمجھو، پھر کردار مرزا پر بات کرو اور مثیل عیسیٰ کی جگہ خالی مانو، پھر

فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَنَّ الْخَنزِيرَ  
وَلْيَضَعَنَّ الْجَزِيَّةَ وَلْيَتَرَكَنَّ الْقَلَاصُ فَلَا  
يُسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ  
وَالنَّبَاغُضُ وَالنَّحَاسُذُ وَلْيَدْعُوْنَ إِلَى  
الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ (صحیح مسلم، ۸۷/۱: قدیمی)

کہ وہ نازل ہوں گے، اب اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد ”مثیل عیسیٰ علیہ السلام“ ہے، اور وہ ”مثیل“ مرزا غلام احمد کی صورت میں آچکے ہیں، اس کے بعد پھر موجودہ مرہبی سے بیعت کی دعوت دی جاتی ہے اور پکا پکا اس کو مرزائی بنا دیتے ہیں لیکن اس کے مرزائی بننے میں تصور ہم مولویوں کا ہے کہ نام کے مولوی بن جاتے ہیں اور ردِ باطل کی صلاحیت حاصل نہیں کرتے۔

مرزائی حملہ نمبر ۲: قرآن کریم کی بعض آیات خصوصاً جن میں مضارع کا صیغہ ہو، کو پیش کر کے اجزائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں، جیسے: اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ. [الحج: ۷۵] ترجمہ: اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے احکام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے۔ (بیان القرآن) کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کو چنتا ہے اور چنتا رہے گا، اس قسم کی آیات جمع کر کے شکار کی ذہن سازی کرتے ہیں اور شکار ہی کے ہم فکر علماء کے پاس لے جاتے ہیں کہ اس مسجد میں بھی آپ کے امام صاحب ہیں، اس مسجد میں بھی، اُس مسجد میں بھی، اُن سے پوچھتے ہیں، چونکہ ان کا بھی اس موضوع پر مطالعہ نہیں ہوتا اور نہ بولنا عیب اور سبکی سمجھتا ہے (مولوی آں باشد کہ چپ نشود) اپنے ذہن اور خیال کے مطابق کچھ آئیں بائیں شائیں

”غرض اس حصہ کثرتی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی: ۳۹۱، خزائن ۲۲/۲۰۶)

### جوابات:

(۱) یہ معنی کسی ایک متفق علیہ مفسر اور مجدد سے دکھائیں، اذلیس فلیس۔

(۲) مرزا نے خود اس معنی کو رد کیا ہے، چنانچہ خود مرزا نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام صفحہ: ۶۱۳ خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۱) پر خاتم النبیین کا معنی ”اور ختم کرنے والا نبیوں کا“ کیا ہے۔

(۳) خاتم النبیین کے مرزائی معنی کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور اتباع سے کم از کم تین نبی بننے چاہئیں، اس لئے کہ عینین جمع ہے اور عربی میں جمع کی کم از کم مقدار تین ہے، جبکہ بقول مرزا..... (”غرض اس حصہ کثرتی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی: ۳۹۱، خزائن ۲۲/۲۰۶)..... چودہ سو سال میں صرف مرزا ہی اتباع اور مہر سے نبی بنا ہے نہ کہ کوئی اور، لہذا اس تحقیق سے تو پھر آپ ﷺ خاتم النبیین ہوئے، نہ کہ خاتم النبیین۔

(۴) ان کا دعویٰ خود مرزا کے ایک دعویٰ سے بھی منقوض ہے، چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اب میں بموجب آیت کریمہ ”واما بنعمة ربك فحدث“ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی۔

(حقیقۃ الوحی: ۶۷، خزائن ۲۲/۷۰)

معلوم ہوا کہ مرزا کی نبوت اتباع کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ وہی تھی اور ماں کے پیٹ سے ملی تھی۔

(۵) مرزائی ٹولے سے ہم پوچھتے ہیں کہ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے، اس کی اتباع سے جنت مل سکتی ہے یا نہیں؟..... اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر تو مرزا کو نبی ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں، صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کافی ہے، اگر نہیں تو پھر مرزا کے پیدا ہونے سے پہلے تیرہ سو سال کے مسلمان اور اہل ایمان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ سب جنت سے محروم ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذلک) ☆☆

### مولانا محمد یحییٰ محسن کی وفات

مولانا محمد یحییٰ محسنؒ ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء کو راج کوٹ مظفر آباد آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے، بعد ازاں ان کے والد محترم نقل مکانی کر کے گروال مانسہرہ شفٹ ہو گئے۔ قرآن پاک اور ابتدائی تعلیم مانسہرہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء پسرور آ گئے۔ شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ حنفیہ پسرور میں تعلیم کا آغاز کیا، جبکہ دورہ حدیث شریف جامعہ مدنیہ لاہور سے ۱۹۶۸ء میں کیا۔ فراغت کے بعد نارووال کی مرکزی مسجد ”حنفیہ قاسمیہ“ میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا بشیر احمد پسروریؒ نے ان کا نکاح اپنی سالی کی بیٹی سے کر دیا۔ تقریباً نصف صدی انہوں نے نارووال میں امامت و خطابت کی خدمات سرانجام دیتے ہوئے گزار دی۔ ایک زمانہ تھا کہ ان کا طوطی بولتا تھا۔ تحریک ختم نبوت ہو یا مدح صحابہ، مدارس کا تحفظ ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی ان کے راستہ کی روکاؤں نہ بن سکیں۔ آخری عمر میں اعصاب و جذبات میں کمزوری آ گئی۔ اپنے فرزند ارجمند مولانا عبدالقدوس محسن کو خطابت اور دوسرے بیٹے مولانا محمد زکریا محسن کو امامت سپرد کر دی۔ اللہ پاک نے مرحوم کو چار بیٹے، تین بیٹیاں عطا فرمائیں، اپنی ساری اولاد کو دین و دنیا کا حسین امتزاج بنایا۔ مولانا پروفیسر عبدالقدوس محسن ایک اچھے ثناء خواں بھی ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں خوبصورت آواز سے سرفراز فرمایا ہے۔ ۱۲ اپریل کو وفات ہوئی اور ۱۳ اپریل کو نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد زکریا محسن سلمہ نے کرائی اور انہیں نارووال کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائیں اور اپنی رحمت والا معاملہ فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جماعت کا ہر فرد اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کی چکی پر جتا ہوا ہے۔ وہ جس ذہنی خلفشار سے دوچار ہیں، اس کا مظہر، یہ سوال ہے ”یتخبطہ الشیطان من المس“ شیطان نے ان کو ایسے مجبوظ کر دیا ہے، ایسے اچک لیا ہے کہ وہ جھوٹ کو سچ قرار دینے کی ایسی خوفناک کوشش میں مبتلا ہیں کہ ان کا ہر قدم اندھیرے میں اٹھتا ہے۔ جہاں چہار سو ندامت کی دلدل انہیں جکڑ لیتی ہے۔

مثلاً اس سوال کو لیجئے! کاش قادیانی یہ سوال اس وقت اپنی قیادت سے کرتے جب ان کے چوتھے گرومرزا ناصر، پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے یہ تحریری درخواست کر رہے تھے کہ قومی اسمبلی میں ہمارے (قادیانی) عقائد پر بحث کرنا ہے، تو ہمارا بھی مؤقف سنا جائے۔ چنانچہ اس وقت اپنے خلیفہ سے قادیانی یہ سوال کرتے کہ جناب! کیا کسی اسمبلی کو حق حاصل ہے کہ کسی کے متعلق مسلم وغیر مسلم کا فیصلہ کرے؟

قادیانی معترضین توجہ کریں کہ آپ کی قیادت خود درخواست دے کر قومی اسمبلی کی اس کارروائی کا حصہ بنی، تحریری طور پر اپنا مؤقف پیش کیا، اسمبلی کے ہر معزز رکن تک اپنا مؤقف کتابی شکل میں پہنچایا۔ ایک دو دن نہیں، گیارہ دن۔ ایک آدھ بار نہیں، کئی اجلاس۔ چند منٹ نہیں، ۴۱ گھنٹے قادیانی خلیفہ اپنے وفد کے ساتھ اس

کے سوالات کے جوابات تحریر کئے ہیں اور اپنی طرف سے مزید بارہ سوال قادیانیوں پر قائم کئے ہیں۔ قادیانیوں کے پہلے سو سوالات اور اب کے ۱۲ سوالات کے جواب سے ہم عہدہ برآ ہوئے۔ البتہ ہمارے پہلے والے سو سوالات اور اب کے ۱۲، کل ۲۱ سوالات کے جوابات قادیانی بز اخفوش کے ذمہ قرض ہیں۔ دیکھئے قادیانیوں کے امور عامہ کے نہاں خانہ سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ ان ۲۱ سوالات کے علاوہ پہلے سے امت کے سینکڑوں سوالات قادیانیوں کے نام، ہمارے پاس تیار پڑے ہیں۔ جن کی اشاعت کا ہم وعدہ بھی کر چکے ہیں۔ سردست قادیانیوں کے تازہ سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

## قادیانی سوال نمبر ۱:

کیا کسی ملک کی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جماعت یا گروہ کے متعلق یہ فیصلہ کرے کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم؟

## جواب:

آنجہانی مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے، جھوٹے مدعی نبوت کو سچا نبی ماننا ایک جھوٹ کو سچ قرار دینے کے مترادف ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جیسے چوراہو ڈاکو کو حق بجانب قرار دینا، رات کو دن، اندھیرے کو روشنی، نابینا کو بینا، جاہل کو عالم قرار دینا، جہاں یہ جرم ہے وہاں یہ مشکل بھی ہے۔ قادیانی

مئی، جون ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے اپنے چینل سے مسلمانوں سے سو سوالات کئے۔ ان تمام سوالات کے تفصیلی جوابات، کے. ٹی. وی آفیشل کے لئے ریکارڈ کرائے گئے۔ تحریری جوابات کو سوشل میڈیا پر ڈالا گیا۔ اپنے رسائل میں شائع کیا گیا، علیحدہ پمفلٹ مرتب کیا گیا۔ اس کے بعد جولائی ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے پروگرام کئے، ہمارے جوابات کے کسی جزء پر کچھ کہنے پر اکتفا کیا گیا۔ ہمارے مکمل جوابات کا مکمل جواب الجواب نہیں دیا ”فہت الذی کفر“ کا نمونہ بن گئے۔ ہم نے ان سے جو سو سوالات کئے تھے، اس سے تو وہ نودو گیارہ ہو گئے۔ جواب دینے کی جرأت تو درکنار، ان پر کچھ کہنے کی سکت کا بھی اظہار نہ کیا۔ ہاں یہ شکوہ ضرور کیا کہ آپ (مسلمان) ہم سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ گویا قادیانیوں کو سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں، وہ تو مسلمانوں سے سوال کر سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو سوال کرنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس قادیانی گج روی پر تمام دنیا گواہ رہے۔

اب جولائی ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے مسلمانوں سے مزید پانچ سوال کئے۔ سوال نمبر ۱ کے تحت چار ضمنی سوال کئے۔ سوال نمبر ۴ کے تحت تین ضمنی سوال کئے۔ سوالات پانچ اور ضمنی سوالات ۷۔ کل سوالات بارہ ہو گئے، ذیل میں ہم نے ان

تمہاری خود ساختہ تمنائیں دم توڑ گئیں، تمہارے افسران، تمہارے جرنیل، تمہارا سرمایہ، مغرب کی سرپرستی و سفارشیں اور حکومت پر دباؤ سب ہبہاء منتوراً ہوا۔ توفیح کے ذمے میں پہلے سے جو خط تیار کیا تھا، قومی اسمبلی کے فیصلہ کے ساتھ یہ بھی تمہارے چہروں کو تمہارے دلوں کی طرح سیاہ کر گیا۔

بجائے فتح کے شادیاں کے، یہ ذلت کا تازیانہ بن گیا۔ جسے تم اب حیات سمجھتے تھے، وہی تمہارے لئے مائیموم و زقوم بن گیا۔ تمہیں جو فتح کی امید تھی، وہ شکست اور پیام اجل بن گئی۔ تو اب اس سوال پر آگئے ہو۔ جب سوال کرنے کا وقت تھا، اس وقت سوال نہ کیا۔ جن سے اب سوال کرنا چاہتے تھے، ان سے سوال نہیں کر پائے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روٹا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ اب اس سٹیج پر آگئے ہو۔

سوال کرنے والے قادیانیوں پر مجھے ترس آتا ہے، وہ جھوٹ کو بیچ ثابت کرنے کے جس جرم کی بھٹی میں جل رہے ہیں، اس کی تلخی بھی اس سوال کے ذریعے میرے سامنے ہے۔ لیکن سوائے اس کے میں دعا کروں کہ اس جھوٹ کی حمایت کی بیگار سے اللہ تعالیٰ ان کو خلاصی نصیب فرمائیں۔

۵..... قادیانی حضرات اگر نہیں بھولے تو ان سے درخواست ہے کہ جب فیصلہ آپ کے خلاف ہوا، آپ کی تمام حسرتوں کا خون ہو گیا۔ پہلے تو عرصہ تک آپ خاموش رہے۔ پھر پتہ چلا کہ اسمبلی کی کارروائی کو ٹاپ سیکرٹ قرار دے کر سر بہر کر دیا گیا ہے اور یہ حکومت نے آپ کی خجالت چھپانے کے لئے کیا۔ آپ کو حوصلہ ہوا کہ دل کی مراد برآئی۔ پھر ملک گیر پروپیگنڈہ شروع کیا گیا کہ اسمبلی کی کارروائی کیوں نہیں شائع

کیا آپ کو بھول گیا کہ ستمبر ۱۹۷۲ء کی ۴، ۵ تاریخ کو قادیانی جماعت نے ملک بھر کی ٹیلی فون ڈائریکٹریاں منگوا کر ان سے پتے تلاش کر کے پورے ملک کے ہر بڑے شہر و قصبہ و دیہات کے مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں چناب نگر (سابق ربوہ) سے ایک ہی عنوان کا خط ارسال کیا کہ ”خدا کی فوجیں نصرت کو آ رہی ہیں، دنیا کے کنارے تک تیرا نام پہنچے گا، تیرا نام پورا ہوگا۔“

کیا آپ کا موجودہ خلیفہ قسم اٹھا سکتا ہے کہ اس کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ خط نہیں بھجوائے تھے، کیا قادیانی قیادت اس واردات سے انکار کر سکتی ہے؟ یہ ایک اٹل حقیقت ہے، رہتی دنیا تک آپ اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ تمہاری پیش رو، بانبر اور خود ساختہ، عقل مند قیادت کو یقین تھا کہ اسمبلی کا فیصلہ ہمارے حق میں آئے گا۔ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ ہوگا۔

مسلمان احتجاج کریں گے، کچل دیئے جائیں گے۔ ۴، ۵ ستمبر کو خطوط پوسٹ کئے، ۶ ستمبر کو چھٹی ہوتی ہے۔ سات کو جب فیصلہ آئے گا، اسی دن یہ خط مسلمانوں کو ملیں گے۔ جب تحریک کچلی جا چکی ہوگی۔ مسلمانوں کے دل ٹوٹے ہوئے ہوں گے، تو یہ خط ہماری صداقت کی دلیل بن جائے گا۔ یہی وہ تمہاری قیادت کی خوش فہمیاں تھیں جس کے تحت تم بڑے کروفر کے ساتھ اسمبلی میں گئے تھے۔

خدا کی قدرت، حق، حق ہے۔ باطل، باطل ہے۔ جب اسمبلی میں حق و باطل ایک دوسرے کے سامنے آئے تو قرآنی حقیقت پھر ایک بار افاق عالم پر جلوہ بار ہوئی۔ ”جاء الحق و زهق الباطل۔ ان الباطل کما زهقاً“ تمہارے خلیفہ و قیادت کی سب خوش فہمیاں بھول بھلیوں میں بدل گئیں،

کارروائی میں شریک رہے۔ ان پر نہایت سنجیدہ اور عالمانہ جرح ہوئی، وہ صبح و شام سوالوں کا جواب دینے کے لئے مہلت پر مہلت مانگتے رہے۔ اس وقت تمہیں کیوں یاد نہ آیا کہ کسی اسمبلی کو مسلم و غیر مسلم کے فیصلہ کا حق حاصل نہیں؟ اب فیصلہ آ جانے کے بعد اس پر واویلا کرنا، اسے بعد از مرگ واویلا کہتے ہیں۔ پشتو کہاوت کے مطابق آپ کا یہ سوال وہ مگنا ہے جو لڑائی کے بعد آپ کو یاد آیا ہے، اس کا بہترین مصرف آپ کا منہ ہے۔

۲..... قادیانی وظیفہ خواروں کو سوال کرنے کا مروڑ اٹھا ہے تو مرزا مسرور سے پوچھیں کہ جناب جب کسی اسمبلی کو مسلم و غیر مسلم کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تو آپ کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ اقدام کیوں کیا؟ سیانے کہتے ہیں ”خود کردہ راعلا جے نیست۔“ غرض قادیانی خود نمناؤں کے اس سوال کا مصرف ان کی اپنی قیادت ہے۔

۳..... قادیانی اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ اگر فیصلہ آپ کے حق میں ہوتا تو کیا آپ نے یہ سوال کرنا تھا یا پوری دنیا میں اس فیصلہ کو آسمانی دستاویز کی طرح مقدس قرار دے کر آسمان کو سر پر اٹھا لینا تھا؟ افریسیو! لینے اور دینے کے جدا جدا بات رکھنے کی پرانی رسم کو کیوں سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ وہی بات کہ محض جھوٹ کو بیچ ثابت کرنے کے فعل بد کی سزا پار ہے ہو۔

۴..... قادیانیوں سے درخواست ہے کہ خدع کرنا، بیچ اور جھوٹ کو خط کرنا، جس کو دجل یا تلبیس کہتے ہیں، اس مرض سے اگر نجات چاہتے ہو تو، اپنی قیادت کے کرتوتوں پر غور کر لو، آپ میں سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔



اقلیت کی بات نہیں۔ قادیانیوں کے کفر کا مسئلہ جب پیش ہوا، پوری قومی اسمبلی کے اراکین نے متفقہ فیصلہ دیا۔ ایک ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی کہ قادیانیوں کو کافر نہ کہو۔ تو یہ اکثریتی فیصلہ نہیں، بلکہ متفقہ فیصلہ ہے۔ ”اکثریت فیصلہ کرنے والوں کی ہمارے خلاف تھی“ کا تاثر دے کر بھی قادیانی دنیا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پوری اسمبلی میں موجود تمام حضرات اراکین نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد کے حق میں ووٹ دے کر متفقہ فیصلہ کیا تھا۔

### قادیانی ضمنی سوال نمبر ۲:

”قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا کہ کوئی شخص کسی کو اختلاف کی صورت میں ذاتی حیثیت میں تو غیر مسلم سمجھ سکتا ہے، مگر حکومت کو یہ حق حاصل نہیں۔“

### جواب:

قادیانی ذاتی و حکومتی بحث میں الجھا کر اپنے مردہ ضمیر کو کذب و دجل کا گلو کوڑ دینا چاہتے ہیں۔ جو شخص یا جماعت جس کا بھی فیصلہ جس ادارہ کے پاس جائے گا، وہ کیس کی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ دے گا۔ کیس شخصی ہوگا تو فیصلہ شخصی ہوگا۔ کیس جماعتی حیثیت کا ہوگا تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا۔ کفر و اسلام کا فیصلہ عقائد پر ہوگا۔ عقیدہ کفر یہ فرد کا ہے تو فرد پر کفر کا فیصلہ ہوگا۔ عقیدہ کفر یہ جماعت کا ہے تو کفر کا فیصلہ جماعت کے متعلق صادر ہوگا۔

پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا مسیحی افراد پر غیر مسلم ہونے کا فیصلہ من حیث الفرد ہوگا یا من حیث الجماعت، جب وہ جماعت ہیں تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا کہ وہ امت محمدیہ کا حصہ نہیں۔ کیا

ایک آدمی غیر مسلم ہو کر خود کو دھوکہ سے مسلمان کہتا ہے تو اس کی دھوکہ دہی کو روکنے کے لئے قانون سازی حکومت کے ذمہ فرض ہے، تاکہ معاشرے کو انتشار سے بچایا جاسکے۔

ان تمام حقائق کے باوجود بھی قادیانی اگر اشکال کرتے ہیں تو انہیں یقین کرنا چاہئے کہ تم ایک ایسی بات کہہ رہے ہو جس میں تم اکیلے ہو۔ کوئی انصاف پسند آپ کے ساتھ نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا ناصر تمہارے خلیفہ، تمہاری جماعت بھی تسلیم کر چکی ہے کہ حکومت کو ”مسلم کون غیر مسلم کون؟“ اس پر قانون سازی کا حق حاصل ہے۔

### قادیانی ضمنی سوال نمبر ۱:

”ہماری جماعت کو صرف اس لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، کیونکہ ان کے خلاف فیصلہ کرنے والے اکثریت میں تھے۔“

### جواب:

جواباً عرض ہے کہ اس سوال کا سادہ الفاظ میں مقصد یہ ہے کہ ”مرا تو اس لئے کہ سانس نہیں آتا تھا۔“ نہیں معلوم کہ قادیانی اس سوال سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جب ایک قانون ساز ادارہ میں قانون سازی کے لئے کوئی چیز پیش ہوتی ہے تو اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ ہمیشہ اکثریت کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔ تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟

قادیانی معترض کا یہ کہنا کہ ”وہ اکثریت میں تھے“ یہ کہہ کر بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ گویا کچھ ممبران کے ووٹ قادیانیوں کے ساتھ بھی تھے، لیکن وہ تھوڑے تھے۔ اگر یہ بات کرنا مطلوب ہے تو میرے خیال میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے بعد یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے، اکثریت،

کرتے۔ اگر کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا ملک قادیانی ہو جائے۔ اتنا بڑا پروپیگنڈا ہوا کہ کان پک گئے۔ قومی اسمبلی کے اس وقت کے اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان صاحب کا بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ قادیانی شکر کریں کہ اسمبلی کی کارروائی ان حالات میں شائع نہیں ہوئی۔ ورنہ پورے ملک میں قادیانی منہ اٹھانے اور آنکھ ملانے کے قابل نہ رہتے۔

اب جبکہ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے قومی اسمبلی کی قادیانی کیس کے متعلق مکمل کارروائی شائع ہو گئی ہے تو قادیانی بازی گرموقف پر موقف بدل رہے ہیں۔ یہ سوال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس موقع پر یہ عرض کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس اسمبلی کی کارروائی میں مرزا ناصر نے بھی کئی دن کی جرح کے بعد خود تسلیم کیا کہ مسلمان ملک کی اسمبلی کو کسی گروہ کے مسلم و غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کرنے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کرنے کا مکمل حق حاصل ہے، مرزا ناصر کے قومی اسمبلی میں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا حوالہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ بابت بحالی حلف نامہ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ اس کیس میں ایک نتیجہ بھی قائم ہوئی کہ اسمبلی یا عدالت کسی کو غیر مسلم قرار دے سکتی ہے؟ اسلامی اسکالرز جو عدالت کے طلب کرنے پر عدالت کی معاونت کے لئے پیش ہوئے، انہوں نے قرآن و سنت سے دلائل دیئے کہ حکومت و عدلیہ قانون سازی یا فیصلہ کر سکتی ہے۔ فیصلہ میں ہائیکورٹ کے جج نے ان دلائل کو فیصلہ کا حصہ بنایا ہے، ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانیوں سے گزارش ہے کہ دنیا بھر میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ اسمبلی قانون ساز ادارہ ہے۔

اس کے علاوہ ہٹ دھرمی اور باطل ہے، جیسا کہ یہ قادیانی اعتراض ہے۔

### قادیانی ضمنی سوال نمبر ۴:

”قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا ہے کہ قادیانی سربراہوں کی طرف سے اپنی تحریروں میں غیر قادیانیوں کو کافر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ غیر قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا، اس لئے وہ مرزا قادیانی کے کافر ہیں۔ ورنہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔“

### جواب:

اللہ رب العزت اس تاویل و دجل کرنے والے قادیانی کو ہدایت نصیب کریں۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کی جماعت کا لٹریچر مسلمانوں کے بارے میں کیا کہتا ہے:

مرزا نے کہا ہے کہ: ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔“ (تذکرہ، ص ۶۰، طبع چہارم) مرزا نے کہا ہے کہ: ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“ (تذکرہ ص ۳۶، طبع چہارم) ان دونوں عبارتوں میں دنیا بھر کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، وہ سب مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ سب جہنمی ہیں۔ وہ صرف مرزا کے کافر نہیں، بلکہ حقیقی کافر ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں۔

مرزا محمود نے کہا ہے کہ ”گل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (ملعون قادیان) کی بیعت میں شامل نہیں، خواہ انہوں نے مرزا کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ

ہے؟ سیٹ کس کا حق ہے، کس کو ملنی چاہئے۔ جس نے جھوٹ بول کر داخلہ لے لیا ہے، اس کے خلاف عدالت فیصلہ کی مجاز نہیں تو کیا گھسیٹی کا بیٹا یا ٹیچی کا چہیتا فیصلہ کرے؟ عدالت، قانون ساز ادارے، حکومت اور پھر اس کی قانون سازی کو چیلنج کرنا، روٹی پر رکھ رکھ کر کھانے والے کے احمقانہ اقدام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

قادیانی جماعت امت مسلمہ کو کافر کہے تو قادیانیوں کے نزدیک اس کو حق حاصل ہے لیکن اگر حکومت یا اس کے منتخب قانون ساز ادارے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں تو پارلیمنٹ کو اس کا حق حاصل نہیں؟

### قادیانی ضمنی سوال نمبر ۳:

جھوٹے اور سچے کے فیصلہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔

### جواب:

جھوٹ اور سچ، کفر و اسلام، دن اور رات، حق اور ناحق کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں شناخت کرادی ہے۔ کالا اور گورا، اندھا اور بینا، احمق اور عقل مند کی دنیا میں شناخت نہ ہو سکے تو ایک منٹ کے لئے دنیا کا نظام نہ چل سکے۔ اسی طرح مومن وغیر مومن، مسلم وغیر مسلم کی تمیز کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں راہنمائی رکھ دی ہے۔

ورنہ نظام ہی قائم نہ رہے۔ کفر و اسلام، مومن وغیر مومن، حق و باطل کی تمیز پر شریعت کا نظام چل رہا ہے اور چلے گا۔ البتہ سچے اور جھوٹے کی جزاء و سزا کا اللہ تعالیٰ فیصلہ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ بایں ہمہ بعض مجرموں کو دنیا میں سزا دے کر نمونہ عبرت بنایا جاتا ہے۔ جب کہ ”وللعذاب الاخرة اکبر“ بھی حق ہے۔ باقی

ایک مسیحی کو غیر مسلم کہہ سکتے ہیں، جماعت کو نہیں؟ قادیانیوں نے اس سوال میں ایسی احمقانہ بات کہی ہے کہ ان کے دماغی افلاس پر ترس آتا ہے۔ یہ سوال تو دائیں بائیں جوتے کی تمیز سے عاری شخص کی نحوست لگتا ہے۔

جھوٹے نبی کو ماننے والے ایک جماعت ہیں۔ اب صرف افراد پر نہیں، پوری جماعت پر نفوی لگے گا۔ ہاں اس حکم کے نفاذ کے درجات ہیں۔ اگر کفر کا فیصلہ مفتی کا ہے تو وہ عدالت کے فیصلہ سے نافذ ہوگا۔ اگر فیصلہ قانون ساز ادارہ کا ہے تو یہ حکومتی فیصلہ ہوگا جو حکومتی قانون سے نافذ ہوگا۔

قادیانی اگر یہ بات سمجھنے کے لئے سنجیدہ اور غیر جانب دار ہوں، تو ایک مثال سے سمجھنا آسان ہوگا اور یہ وہی بات ہے جو مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں تسلیم کی۔ مثلاً ایک مسلم حکومت کے تعلیمی ادارہ میں غیر مسلم کے لئے سیٹ مختص ہے، ایک مسلمان محض داخلہ کے لئے جھوٹا ڈکریشن داخل کرتا ہے کہ میں غیر مسلم ہوں۔ تو غیر مسلم داخلہ کا امیدوار اس جھوٹے ڈکریشن کو چیلنج کر سکتا ہے کہ نہیں؟ کہ یہ شخص جھوٹ بول کر میرا حق مار رہا ہے۔ اس کی درخواست پر پرنسپل فیصلہ کرنے کا پابند ہے کہ آیا داخلہ کا خواہش مند سچ بول رہا ہے یا جھوٹ بول کر محض دھوکہ سے دوسرے کا حق مارنا چاہتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی عقل مند ایسا نہیں جو یہ کہے کہ پرنسپل کو فیصلہ کا حق حاصل نہیں۔ یہی کیس مجاز عدالت میں چلا جاتا ہے تو عدالت کے لئے فیصلہ کرنا لازم ہوگا کہ غیر مسلم قلیتی سیٹ پر یہ داخلہ کا امیدوار مسلمان ہے یا غیر مسلم؟

اس مثال سے مرزا ناصر نے تسلیم کیا کہ ہاں فیصلہ کرنا ہوگا کہ مسلم کون ہے اور غیر مسلم کون

## خاتم النبیین ﷺ کی قرارداد کی منظوری پر یوم تشکر

صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰

”غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔“ (انوار خلافت، ص ۸۹، انوار العلوم ج ۳، ص ۱۴۷)

”ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۰، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸)

”غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۱، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸)

”جس طرح ہندو عیسائی کے چھوٹے بچے کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، غیر احمدی (مسلمانوں) کے بچے کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۰)

اب قادیانی سائل کے پہلو میں دل کی جگہ پتھر نہیں تو وہ ان حوالہ جات پر غور کرے کہ ”قادیانی جماعت کسی فرد کو غیر مسلم سمجھتی ہے یا پوری دنیا کے مسلمانوں کو عیسائی، ہندو کی طرح غیر مسلم سمجھتی ہے۔“ قادیانی کرم خاکیو! بس کرو کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے گورکھ دھندا میں غرقاب رہو گے۔ آخر مرنا ہے یا نہیں، آخرت کی سزا و جزا ء کو مانتے ہو یا نہیں؟

قادیانی سائل کا یہ کہنا کہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔ یہ دعویٰ بھی خوب ہے، کیا قادیانی ابو جہل، ابلیس، فرعون کو بھی کافر نہیں سمجھتے؟ ایک ایسی بات کہنا جس کے نتائج بھگتے نہ جاسکیں، ایسی حماقت ہے، جس کا تدارک کرنا تمہارے لئے ممکن نہیں۔ ہاں اگر ابلیس کافر تھا تو ہمارے نزدیک مرزا قادیانی ابلیس سے بھی بدتر کافر ہے۔ جس طرح تمہارے نزدیک ابلیس کافر، ہمارے نزدیک مرزا کافر۔ ہاتھ لا استاذ! کیسی کہی۔ (جاری ہے)

بہاولپور (محمد شفیع چغتائی) سینٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد کی منظوری پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور نے یوم تشکر منایا۔ اس سلسلہ میں ایک شاندار تقریب ۲ جولائی ۲۰۲۰ء کو بہاولپور پریس کلب میں منعقد کی گئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، تقریب کے میزبان مولانا محمد اسحاق ساقی نے کہا کہ اس قرارداد کی کسی ایک رکن نے بھی مخالف نہیں کی، یہ سب لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے۔ بریلوی مکتب فکر کے قاری ذوالفقار احمد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام جن لوگوں نے کیا ان کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے کیا، قرارداد کی منظوری میں کردار ادا کرنے والوں کی پشت پر علماء کرام اور بزرگوں کا ہاتھ ہے جن لوگوں نے عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ان کا انجام برا ہوا۔ سینئر قانون دان ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے کہا کہ اس قرارداد کے پاس ہونے پر ہم سب اراکین پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اس سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ہم اپنے کردار سے اپنے آپ کو ایک بہتر انسان ثابت کریں، پاکستان کی بقا ہماری بقا ہے۔ پریس کلب میں صدر پریس کلب نصیر احمد ناصر صاحب کو ”تحریک ختم نبوت ۱۹۳۴ء سے لے کر ۲۰۱۹ء تک“ کی دس جلدوں پر مشتمل کتابوں کا ایک سیٹ پیش کیا گیا۔ اس موقع پر جناب نصیر احمد

ناصر نے کہا کہ جن لوگوں نے قرارداد پیش کی ہے، ان کے لئے یہ ذریعہ نجات ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر خالد بن جلیل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد کا پاس ہونا بہت بڑا اعزاز ہے۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر، ممتاز عالم دین سید مفتی محمد مظہر اسدی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہماری شناخت ہے۔ ہمارے ملک کی فوج اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ملک کی فوج ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اقلیتوں کا تحفظ کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف لکھی جانے والی تمام کتب ضبط کی جائیں۔ جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے امیر مولانا غلام یاسین صدیقی نے کہا کہ کامیابی اتحاد سے مقدر ہے، ہمارے اکابر اچھے کام کی تعریف کرتے ہیں اور غلط کام پر گرفت کرتے ہیں، ہماری عداوت اور محبت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ملک میں دینی مدارس بند، تبلیغی جماعت کا کام بھی بند ہے، ملک میں شریعت نافذ کی جائے، مدارس کو کھولا جائے بھارت میں مساجد گرائی جا رہی ہیں اور ہم مندر کی تعمیر کر رہے ہیں۔ تقریب کے آخر میں مفتی اعظم بہاولپور شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ مفتی عطاء الرحمن صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرارداد کا پاس کرنا آسان ہے، اصل کام یہ ہے کہ اس پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔ یہ تقریب مفتی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

پانچ روزہ سالانہ

# تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی

ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم

ہوا کہ مرزا جھوٹا تھا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ مرزا کی پیدائش ۱۸۲۰ء یا ۱۸۳۹ء میں ہوئی اور اس کے کفریہ دعویٰ کا سلسلہ ۱۸۸۰ء میں شروع ہوا جبکہ ۱۹۰۸ء میں وہ مرگیا تو ۱۸۸۰ء سے پہلے جب وہ ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے عقائد کا قائل تھا، تب وہ سچا تھا یا ۱۸۸۰ء کے بعد جب اس نے نبوت اور مسیحیت وغیرہ کے مختلف دعویٰ کئے، تب وہ سچا تھا؟ لازماً ایک ہی صورت میں سچا ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ جھوٹا ہوگا۔ حالانکہ اللہ کا نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتا، وہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے، جبکہ مرزا کی زندگی کے دو ادوار (دعاویٰ سے پہلے اور بعد) میں سے وہ کسی ایک میں سچا اور دوسرے میں جھوٹا ہے، تو یہ بتائیں کہ جھوٹا اللہ کا نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی خدا کا نبی نہیں تھا۔

دوسرا سبق: ”لاہوری جماعت کی حقیقت“ اس عنوان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحیٰ مطمئن نے گفتگو کرتے ہوئے لاہوری جماعت کی حقیقت پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ لاہوری جماعت کا قیام ۱۹۱۴ء میں قادیانیوں کے دوسرے سربراہ حکیم نور الدین کی موت کے بعد اس وقت ہوا جب قادیانیوں کا ایک طبقہ مرزا قادیانی کے کم سن بیٹے مرزا محمود کو سربراہ بنانے کا خواہش مند تھا

کے اختتام پر امتحان بھی لیا گیا، جن میں ۱۵۰ طلبا نے شرکت کی اور امتحان دیا۔ امتحانی نتائج اور تقسیم انعامات کی تقریب ان شاء اللہ! ۲۰ اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعرات ہوگی، جس کی رپورٹ آپ آئندہ کسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ سر دست کورس کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا دن، ۲۵ جولائی بروز ہفتہ: صبح ۳:۰۰ بجے تلاوت کلام پاک سے کورس کا آغاز ہوا، بعد ازاں حاضری لی گئی۔ اس کے بعد پہلا سبق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جنوبی کے ذمہ دار مولانا محمد کلیم اللہ نعمان نے پڑھایا، آپ کا عنوان تھا: ”قادیانیوں سے چند سوالات“۔ جس میں آپ نے کہا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر کے نبوت حاصل کر لی، لہذا اب نجات کے لئے مرزا قادیانی پر ایمان لانا ضروری ہے، تو ہم پوچھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع کرنے سے نجات بھی ہو سکتی ہے، لہذا اب کسی اور پر ایمان لانے کی ضرورت باقی نہیں رہی، جب یہ بات ہے تو مرزا کے دعویٰ نبوت کی کیا حیثیت رہی اور اب اس پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہوا؟ سو ثابت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام تقریباً گیارہ برس سے ہر سال عید الاضحیٰ کی تعطیلات میں دینی و عصری تعلیمی اداروں کے طلبا اور عوام الناس کے لئے ”تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس“ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ کورس دفتر ختم نبوت (پرانی نمائش، چورنگی) کی جامع مسجد باب الرحمت میں ہوتا ہے۔ اس کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما و مبلغین، کراچی کے مختلف اور بڑے مدارس کے علماء اور اساتذہ حدیث، جید و ماہرین فن علماء کرام درس دیتے ہیں۔ حسب سابق اس سال بھی یہ کورس منعقد ہوا، چونکہ موجودہ وبائی صورت حال کی بنا پر تعلیمی ادارے بند تھے اور عید الاضحیٰ کے فوری بعد دینی مدارس کا تعلیمی سلسلہ شروع ہونے کی توقع تھی، اس بنا پر اس سال کورس کا انعقاد عید الاضحیٰ سے پہلے کیا گیا۔ یہ بارہواں سالانہ کورس تھا، جس کا دورانیہ پانچ دن (۲۵ تا ۲۹ جولائی ۲۰۲۰) تھا اور روزانہ صبح ۳:۰۰ بجے دوپہر اوقات تعلیم مختص تھے۔ اس سال کورس میں داخلہ لینے والے طلبا کی تعداد ۲۵۰ تھی، جن میں تقریباً ۱۸۰ طلبا روزانہ اسباق میں شریک رہے اور ان کی باقاعدہ روزانہ حاضری بھی ہوتی رہی، روزانہ کورس کے طلبا کو ظہرانہ بھی دیا جاتا رہا۔ کورس

عالم دین ہیں، انہوں نے اس تاویل کے تاروپود بڑے واضح دلائل سے بکھیر دیئے اور حاضرین کو آگاہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی موت سے صرف تین دن قبل ایک خط میں خود کے مستقل اور صاحب شریعت و رسالت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ خط اس کی موت کے روز ”اخبار عام“ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔ (مجموعہ اشتہارات، ج ۳، مباحثہ راولپنڈی، ص: ۱۳۶)

**پانچواں سبق:** ”قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات کے جواب“ کے عنوان پر جامعہ سیدنا علی المرتضیٰ (ایئرپورٹ) کے مہتمم مولانا منظور یوسف مدظلہ نے درس دیتے ہوئے فرمایا کہ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہوئے قرآن کریم کی ایک آیت: ”وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا“ (النساء: ۶۹) کے معنی میں تحریف کرتے ہوئے

مصدق خود کو ٹھہرایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمہ میں نازل ہونے والی آیات کو خود پر چسپاں کیا۔ یہ تمام کفریات خود اس کی کتابوں میں موجود ہیں اور قادیانی / مرزائی ان کتابوں کو چھاپتے اور اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان واضح اور بدترین کفریات کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کا کفر روز روشن کی طرح آشکارا ہو جاتا ہے۔ (ان دونوں اسباق کا دورانیہ ۹ تا ۸ بجے تھا) چوتھا سبق: آج کے چوتھے سبق کے مدرس مولانا الطاف الرحمن عباسی مدظلہ (شیخ الحدیث جامعہ قرطبہ، کلفٹن) تھے، جن کا موضوع ”عقیدہ ختم نبوت میں قادیانی تاویلات کا رد“ تھا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے سے بچانے کے لئے یہ تاویل کرتے ہیں کہ: ”اس نے غیر تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے، یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کا تابع نبی ہے، الگ مستقل نبی نہیں۔“ ہمارے مہمان مدرس جید

جبکہ دوسرا طبقہ مرزا قادیانی کے پرانے مرید محمد علی لاہوری کو تخت پر دیکھنا چاہتا تھا، سو یہ جھگڑا دو الگ الگ جماعتوں کی تقسیم پر منتج ہوا۔ مرزائی / قادیانی کہلانے والوں کا سربراہ مرزا محمود بنا جبکہ لاہوری مرزائی کہلانے والوں نے محمد علی لاہوری کو اپنا پیشوا بنا لیا۔ یہ خالصتاً سیاسی اختلاف اور کرسی کی رسہ کشی کا جھگڑا تھا، لیکن لاہوریوں نے فریب سے کام لیتے ہوئے اسے مذہبی رنگ دے دیا اور اپنے مذہبی عقائد میں یہ دو باتیں شامل کر لیں: (۱) مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں بلکہ مسیح موعود تھا، (۲) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار مرزائی / قادیانی / غلام احمدی کا فر نہیں ہیں۔ واضح رہے کہ یہ محض ڈھکوسلا ہے کیونکہ مرزا نے جب خود نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اس دعوے پر اسے کافر و دجال و کذاب ماننے کی بجائے ”مسیح موعود“ ماننا چہ معنی دارد؟ اور جب مرزا اور اس کے پیروکاروں کی تکفیر پر امت کا اتفاق و اجماع ہے تو انہیں کافر نہ سمجھنا خود کفر ہے۔

## قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

گوجرانوالہ (حماد ارشد) محترم جناب جاوید اقبال ایڈووکیٹ سیشن کورٹ گوجرانوالہ کی محنت سے ان کے معاون ایڈووکیٹ وقاص احمد خان ولد الیاس احمد خان سکنہ گوجرانوالہ نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہاشمی کالونی میں 5 اگست 2020ء بروز بدھ صبح 10:00 بجے مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ اور مفتی غلام نبی ضیاء نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے باقاعدہ تقریب سعید کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وقاص احمد کے قبول اسلام کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی، پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ وقاص احمد خان نے کہا آج میرے لئے انتہائی خوشی کا دن ہے کہ میں کفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی کی طرف آیا ہوں۔ اس پر میں جناب ایڈووکیٹ جاوید اقبال اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بے حد مشکور ہوں۔ تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء تقریب نے وقاص احمد خان کو گٹھل کر مبارک باد دی اور وہ منظر قابل دید تھا۔



ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تاکہ کسی کا ذہن کسی صحابی کے نبی ہونے کی طرف نہ جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل لوگ ”صحابہ کرام“ نبی نہ ہو سکے تو کسی اسود عسی، کسی مسیلہ کذاب اور کسی مرزا غلام احمد قادیانی کا نبی ہونا تو: ”اِس خِیَالِ اسْتِ وَمَحَالِ اسْتِ وَجَنُوں۔“ (جاری ہے)

دیا ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل جھوٹے مدعیان نبوت کی آمد کی خبر بھی دی ہے اور ان سے بچنے کا علاج اپنی ختم نبوت میں مضمحل بتلایا ہے۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت بالصریحہ ضروری سمجھی کہ میں آخری نبی

کہتے ہیں کہ اللہ ورسول کی اطاعت سے انسان خدا کا نبی بن سکتا ہے۔ حالانکہ اس آیت میں ”مع“ کا لفظ مذکور ہے اور ”معیت“ سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو منصب انبیاء ورسول کو حاصل ہے وہ ان کے ساتھی و رفیق کو بھی مل جائے۔ اگر گھر کا ملازم گھر کے مالک کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے تو اس معیت و رفاقت سے کیا یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ملازم گھر کا مالک بن گیا ہے؟ ہرگز نہیں! پس قادیانیوں کی یہ تاویل سراسر باطل ہے اور قرآن کریم میں بدترین تحریف کی ناکام کوشش ہے۔

## علماء کرام کا اجلاس

کراچی (محمد ابراہیم عابدی) دین اسلام اللہ رب العزت کا پسندیدہ اور آخری دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی اور نے نبی نہیں آنا، یہ عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس کا تحفظ امت کا طرہ امتیاز ہے۔ جماعتی سطح پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی پاسپان اور داعی ہے۔ رب کریم ہر مسلمان کو اس کا زکا حصہ بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ایم پی آر کالونی کے زیر اہتمام اکابر علماء کرام کا ایک اہم اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی امداد اللہ مدظلہ کی زیر سرپرستی جامع مسجد البدر میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں علاقہ بھر کے جید علماء کرام، نوجوان خدام ختم نبوت نے بھرپور شرکت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ اس حلقہ میں کام کو مربوط، منظم اور مضبوط کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے اجلاس کی غرض و غایت اور اہمیت سے شرکاء مجلس کو آگاہ کیا، مجلس کی روزمرہ کی کارگزاری اور عزم و ہمت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور اس عقیدہ کی حفاظت کے لئے مجلس کی گرانقدر خدمات کو مختصر الفاظ میں پیش کیا۔ محمد اللہ تعالیٰ تمام سامعین نے ان تمام کوششوں کی تحسین کی اور مجلس کے وجود کو ملت اسلامیہ کے لئے ایک عطیہ خداوندی گردانا۔ مولانا نے کہا کہ تمام حاضرین اس بات کا اہتمام فرمائیں کہ لولاک رسالہ کے مستقل خریدار بنیں۔ ماہانہ مجلس میں شرکت کریں۔ مہینہ میں ایک مرتبہ کام کے لئے مشورہ کریں، تمام شرکاء نے یقین دہانی کرائی کہ ہر قیمت پر پابندی کی جائے گی۔ اجلاس میں مولانا عنایت الرحمن، مولانا محفوظ الرحمن، مولانا اعظم خان، مولانا ابراہیم حسین، مولانا محمد غزالی، مولانا قابل شاہ، مولانا محمد اعجاز، مولانا عطاء الرحمن، بھائی محمد قاسم، مولانا انشاء اللہ، مفتی بختیار احمد، مولانا محمد شافع، حافظ سیف الرحمن، بھائی محمد وسیم یاسین، مولانا احسان اللہ معتبر، بھائی محمد صالح، بھائی محمد آصف، بھائی عبدالحمید، قاری اکرم، مولانا نوید اللہ، مولانا محمد امین، مولانا عبدالسلام، مولانا رومان، بھائی ارشاد الحق، مولانا آصف، قاری عبید اللہ، مولانا شیر علی، مولانا شیر باز اور مولانا ضیاء الرحمن حقانی شریک ہوئے۔ اجلاس کا اختتام بلال مسجد کے امام مولانا حبیب اللہ پاک بندی کی دعا سے ہوا۔

چھٹا سبق: مولانا شفیق احمد بستوی مدظلہ جامعہ خدمتہ الکبریٰ للذہنات (محمد علی سوسائٹی) کے مہتمم ہیں، آج پہلے دن کا آخری سبق آپ نے ۱۲ تا ۱۳ بجے ”عقیدہ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں“ کے عنوان پر پڑھایا، آپ نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی کم وبیش سو آیات کریمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دوسو حدیث سے ثابت ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰: ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا.“ اس عقیدہ پر اتنی ظاہر و باہر ہے کہ کسی پر مخفی نہیں، نیز دیگر کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت و رسالت کا اعلان صرف تمام انسانیت اور مخلوقات ہی نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے تاقیامت کر دیا ہے۔ نیز احادیث طیبہ میں شارح اسلام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کا بدیہی اعلان کیا ہے اور اپنے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کو دجال و کذاب قرار

ساتھ ہوگا۔

## خبروں پر ایک نظر

اجلاس میں سندھ اسمبلی کی قرارداد جس میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی منظوری دی گئی کا خیر مقدم کیا گیا۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ سے بھی ایسی قرارداد لانے اور منظور کرانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں ماہ رواں میں وفات پانے والے بزرگوں، علماء کرام، مشائخ عظام، مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود، مولانا سعید احمد پالن پوری، مولانا عزیز احمد بہلوی، مولانا شمس الدین انصاری، بہاولپور، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف امیر مجلس اسلام آباد، قاری تصور الحق لندن، الحاج حافظ صغیر احمد لاہور، مولانا مفتی راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان کے بھائی زاہد اسلم، سرسراجی محمد صدیق و دیگر علماء کرام کی وفات حسرت آیات پر قلبی رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مذکورہ بالا علماء کرام، مشائخ عظام کی مرحومی کو بہت بڑی محرومی قرار دیتے ہوئے ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جنہیں دیئے جائیں یہ اعزاز ہے، اسے اکھاڑ پچھاڑ سے بچایا جائے۔

۳: دوسری جماعتوں سے نکالے گئے حضرات کو عہدے سپرد نہ کئے جائیں تاکہ دوسری جماعتوں سے اختلافات نہ ہوں۔ ختم نبوت کا فورم خالصتاً دینی فورم ہے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیداروں کا فورم ہے۔ اس میں اختلاف و انتشار سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔

مرکزی شوریٰ کا اجلاس دفتر مرکزیہ میں ہوگا، تاریخ کا تعین کراچی کے احباب کے مشورہ کے بعد حضرت الامیر دامت برکاتہم کی منظوری کے بعد رکھا جائے گا۔

لاک ڈاؤن کی وجہ سے جہاں دیگر دینی اداروں کی آمدنی متاثر ہوئی وہاں مجلس کی آمدنی بھی خاصی متاثر ہوئی۔ اس لئے مبلغین، مدارس کے اساتذہ کرام، دفاتر کے عملہ کی تنخواہوں اور وظائف میں اضافہ شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر ہوگا۔ شوریٰ کے اجلاس سے ایک دن پہلے منظرہ کے اجلاس میں وظائف میں اضافہ شوریٰ کی منظوری کے

## مرکزی منظمہ (عاملہ) کا اجلاس

ملتان... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منظمہ (عاملہ) کا اجلاس ۲۰ جون ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر تا نماز عصر مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے علالت کے باوجود شرکت فرمائی اور ظہر سے عصر تک پورے اجلاس میں بیٹھ کر ایجنڈا کو نہ صرف سنا بلکہ راہنمائی بھی فرمائی۔ اجلاس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا حافظ محمد انس، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ اجلاس میں طے ہوا کہ کونڈہ دفتر کی خریداری کے لئے مقامی جماعت کے اعتماد پر انہیں رقم ارسال کی جائے اور کونڈہ جماعت کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا اکاؤنٹ چالو کرائیں تاکہ رقوم کی ترسیل و وصولی میں سہولت رہے۔

۱: ... اجلاس میں طے کیا گیا کہ مجلس کی ممبر سازی ہر تین سال کے بعد کی جاتی ہے اور جن مہینوں کے لئے مجلس کے اجلاس میں طے ہوا انہیں مہینوں تک محدود رکھا جائے اور بعد ازاں ممبر سازی بند کر دی جائے استعمال شدہ اور غیر مستعملہ بکلیں مرکز کو واپس بھیجی جائیں تاکہ جماعت کے بزرگوں کے زمانہ کے طے شدہ طریقہ کار میں تبدیلی نہ ہو۔

۲: ... مجلس کی ممبر سازی اور جماعتوں کی تشکیل سیاسی جماعتوں کی طرح نہیں ہوتی۔ مجلس میں جو امیر بنا دیا جائے یا دیگر عہدہ جات

## استغفار کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص

”استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو الحی القیوم واتواب الیہ“

تین مرتبہ پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں، خواہ سمندر کے

جھاگ کے برابر ہوں۔ (تنبیہ الغافلین، ص: ۱۱۷) (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

## چوہدری عبدالستار کی رحلت

چوہدری عبدالستار دریا خان کی دین دار فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی، کچھ عرصہ قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ ملتان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میری اولاد اور والی وارث تو کوئی نہیں ہے، میں اپنا مکان جو دریا خان ضلع بھکر میں ہے مجلس کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کاغذات کی تکمیل کر کے وقف نامہ مجلس کے سپرد کر دیا اور درخواست کی کہ مجلس اسے ختم نبوت کی تحریک کے لئے استعمال کرے۔ موصوف کی ستر سال سے زائد عمر ہوگی اور اس دوران وہ بیمار ہو گئے۔ ایک قریبی ہمسایہ جناب محمد ناصر نے ان کے خورد و نوش اور دیکھ بھال کا نظم اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ محمد ناصر انہیں تین وقت اپنے گھر سے کھانا لاکر کھلاتے۔ ۱۹ جون ۲۰۲۰ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد کو معلوم ہوا انہوں نے مرکز میں اطلاع کی۔ مرکز نے انہیں فی الفور دریا خان جا کر چہیز و تکفین اور جنازہ میں شرکت کی ہدایت کی۔ ان کی نماز جنازہ دریا خان جامع مسجد الفردوس کے امام مولانا قاری محمد ساجد کی امامت میں ادا کی گئی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ کی رفاقت و معیت میں دریا خان حاضری ہوئی۔ برادر محمد ناصر، مولانا محمد ساجد اور دیگر رفقاء سے تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ نیز ایک جماعتی ساتھی محمد عرفان کے ماموں کی وفات پر ان سے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

چوہدری محمد یونس رحیم یار خان کی وفات چوہدری محمد یونس ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے سابق ناظم اعلیٰ قاری عبدالخالق کے برادر نسبتی تھے۔ قاری عبدالخالق احرار خواجہ برادری سے تعلق رکھتے تھے اور طاہر بیہر ضلع رحیم یار خان کے قریب کے رہنے والے تھے۔ ان کا نکاح ان کی بیچازاد سے ہوا تھا، جو دیہات کی رہنے والی گھریلو خاتون تھی۔ رحیم یار خان ڈاکٹر محمد مسلم کے مدرسہ میں بہتی امانت علی میں استاذ تھے کہ ان کا دوسرا نکاح چوہدری محمد یونس مرحوم کی ہمشیرہ سے ہوا اور مرحوم رحیم یار خان کے ہو کر رہ گئے۔ مرحوم تحریک ختم نبوت کے شیدائی و سپاہی والا و شیدا تھے۔ جب راقم الحروف رحیم یار خان میں مبلغ بن کر گیا تو سلیم فرنیچر ہاؤس والے حاجی محمد سلیم مجلس کے امیر اور لدھیانہ کے چشم و چراغ مولانا رشید احمد لدھیانوی کے مشورہ سے ممبر سازی کے بعد انتخاب ہوا تو حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمن امیر، قاری عبدالخالق احرار ناظم اعلیٰ، حافظ محمد الیاس لوہار مارکیٹ ناظم مقرر ہوئے۔ حضرت قاری صاحب سے ملاقات کے لئے حاضری ہوتی تو چوہدری محمد یونس بھی محبت سے پیش آتے، قاری عبدالخالق ایئر پورٹ روڈ پر زمین خرید رہے تھے تو راقم الحروف سے فرمانے لگے کہ ایئر پورٹ روڈ پر زمین خریدنے کا پروگرام ہے۔ خیال ہے کہ زمین اہلیہ محترمہ (ہمشیرہ محمد یونس) کے نام کراؤں۔ راقم الحروف نے مشورہ دیا کہ اہلیہ محترمہ کے بجائے اپنے نام کرائیں لیکن مرحوم نے اس وقت میری رائے کو پرکھ کے برابر اہمیت نہ دی اور زمین اپنی اہلیہ محترمہ کے نام کرا دی۔ اس دوران کچھ اندرون خانہ اختلافات شروع ہوئے تو

فرمانے لگے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مسجد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام وقف کر دوں راقم نے عرض کیا کہ مجلس ایک تبلیغی ادارہ ہے۔ جس کا کام ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے۔ مساجد کا نظم، امام، خطیب، موزن، خادم ان کی نگرانی، محلہ والوں کے ساتھ تو تو میں میں یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ کسی ظالم نے قاری صاحب کو پارہ دے دیا۔ پارہ کے متعلق سنا ہے کہ ”پارہ مے کند پارہ“ چنانچہ پارہ نے قاری صاحب کے جسم کا پارہ پارہ کر دیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ ان کی چار پائی باہر سڑک پر پھینک دی گئی۔ ان دنوں چوہدری محمد یونس یہ سمجھے کہ میں ان کا مخالف ہوں۔ قاری صاحب کی وفات ہو گئی تو چوہدری محمد یونس راقم سے کنارہ کش رہنے لگے، بلکہ جب میرا نام ان کی مجلس میں آتا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ عرصہ دراز کے بعد گزشتہ سے پیوستہ سال ان سے ملاقات ہوئی۔ جزل اسٹور مسجد سے ملحق بنا رکھا تھا۔ اسٹور پر حاضری ہوئی، بڑے تپاک سے ملے۔ خیر خیریت اور علیک سلیک کا تبادلہ ہوا۔ ختم نبوت کے کاغذ کے ساتھ جیسا کہ ایک مسلمان کو محبت ہونی چاہئے۔ انہیں بھی محبت تھی، مجلس اور بندہ کے حال احوال معلوم کرتے رہے۔ فیس بک کے ذریعہ معلوم ہوا کہ موصوف ۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء کو وفات پا گئے۔ اسی روز ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت کے فرائض مولوی عزیز الرحمن نے سرانجام دیئے اور انہیں بہتی امانت علی کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں۔ سینات سے درگزر فرمائیں اور اپنے فضل و کرم والا معاملہ فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

## تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابعہ و عبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جبری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ”تحریک ختم نبوت“ نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ ۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق و محبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات و واقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت و محبت کی ایک برقی رود وڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنان تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313  
WWW.AMTKN.COM  
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عَالِمِی مَجْلِسِ تَحْفِظِ خْتَمِ نُبُوَّةِ

# تحریک ختم نبوت

1934ء تا 2019ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب و تحقیق

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف -2500 روپے ہے

061-4783486  
0303-7396203

حضور باغ روڈ، ملتان۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے

نوٹ